ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

اکتوبر ۱۹۹۳ء

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ جرمنی ۱۹۹۳ء کے تیسرے روز اختتامی اجلاس کی صدارت فرما رہے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن الحکیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (الحجرات : آیت ۱۳،۱۴)

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو، کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں، اور تجسّس سے کام نہ لیا کرو۔ اور تم میں سے بعض، بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا (اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو) تم اس کو ناپسند کرو گے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کیا کرو، اللہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا (اور) بہت خبر رکھنے والا ہے۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

"عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ: اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِی الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِی النَّارِ" (بخاری کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان ص۱)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین باتیں ہیں۔ جس میں وہ ہوں، وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرلے گا۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ باقی تمام چیزوں سے اُسے زیادہ محبوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

ماہنامہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

اخبار احمدیہ

جلد ۱۸ — ربیع الثانی، جمادی الاول ۱۴۱۴ ہجری، اخاء ۱۳۷۲ ہش، اکتوبر ۱۹۹۳ء — شمارہ ۱۰

صدر مجلس: عبداللہ واگس ہاؤزر، امیر جماعت احمدیہ جرمنی

نگران: عطاء اللہ کلیم، مشنری انچارج

ایڈیٹر: شمس الحق

نائبین: ڈاکٹر وسیم احمد طاہر، مسیح الدین شاہد

خطاطی: سعید اللہ خان، نصر اللہ ناصر

پبلشر: فلاح الدین خان

مینیجر: محمد ارشد

نائبین: محمد فضل چوہدری، مظفر احمد چٹھہ

فہرست مضامین

- اداریہ — ۲
- ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام — ۳
- خلفائے سلسلہ کے زرّیں ارشادات — ۴
- انتخاب از درِّ ثمین — ۶
- خطبہ جمعہ — ۷
- دورِ حاضر کے لیے آنحضرتؐ کا بنیادی پیغام — ۱۴
- جلسہ سالانہ جرمنی ۱۹۹۳ء — ۲۱
- قرآن کریم کے دو لفظ اور زمانہ حال کی ایجاداتِ نَو — ۲۵
- مقالۂ خصوصی — ۲۷
- بہبودِ انسانیت کیلئے جماعتِ احمدیہ کی عالمی خدمات — ۳۱
- بچوں کا صفحہ — ۳۷
- اعلانات — ۳۹

سالانہ چندہ بمعہ ڈاک خرچ

یورپ — ۵۰ مارک
امریکہ و کینیڈا — ۳۰ ڈالر
آسٹریلیا، جاپان — ۳۵ ڈالر
انڈیا، پاکستان — ۱۰۰ روپے

دفترِ رابطہ: Hanauer Landstr. 50, 60314 Frankfurt, Germany

قیمت : دو مارک

اداریہ

سنو اب وقتِ توحیدِ اتم ہے

جماعتِ احمدیہ کا یہ سال جہاں چہار دانگ عالم سے مختلف نوع کی برکتیں سمیٹتا ہوا گزر رہا ہے وہاں ایک عظیم برکت عالمی بیعت بھی ہے۔ جلسہ سالانہ برطانیہ جس کا انعقاد جولائی کے آخر میں ہوا کے پروگراموں کا ایک انتہائی اہم حصہ عالمی بیعت بھی تھی جسے کُل عالم میں بسنے والے لاکھوں احمدیوں نے سٹلائٹ کے ذریعہ دیکھا اور ایک روحانی سُرور حاصل کیا۔ یہ ایک عجیب نظارہ تھا۔ مختلف ممالک سے ہر رنگ و نسل کے مرد و زن جو مختلف بولیاں بولتے تھے وہ یا ان کے نمائندے جب ہمارے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں اپنی اپنی زبان میں بیعت کے الفاظ دہراتے تو ہر مخلص احمدی کی فوت سماعت ایک لذّت اور سرور کی کیفیت کو روح میں اتارتی جاتی اور اسلام کے عالمی غلبہ کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا۔ اس بے انتہا بابرکت تقریب کا دوبارہ انعقاد جلسہ سالانہ مغربی جرمنی کے موقع پر ہوا۔ اس تقریب میں چودہ سو سے زائد یورپین حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ یورپ میں اسلام کی تاریخ میں یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عظیم الشّان پیشگوئی کہ اسلام کا سورج آخری زمانہ میں مغرب سے طلوع ہوگا اور مغربی اقوام اسلام کو قبول کریں گی۔ پوری دنیا سے احمدیوں نے اس بابرکت تقریب کی چشم دید گواہی دی کہ اب وہ ساعتِ سعد آچکی ہے۔ جب اقوام جوق در جوق احمدیت میں داخل ہوں گی۔ اب اس دَور کا آغاز ہو چکا ہے جس کے بارہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام ایک صدی قبل فرما چکے ہیں :

"یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس لیے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف پاؤ گے۔ وہ وقت دُور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پہ نازل ہوتی دیکھو گے۔" ______ (فتح اسلام)

سنو اب وقتِ توحیدِ اتم ہے ✣ ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے

خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی ✣ فسبحان الّذی اخزی الاعادی

درحقیقت ہر کامیابی اپنے جلو میں نئی ذمہ داریاں لے کر آتی ہے۔ یہی وہ موقع ہوتا ہے جہاں ہمیں محاسبۂ نفس کے ذریعہ اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کی تلاش کر کے ان سے نجات پانا ہوگی۔ قرآن کریم میں سورہ نصر میں خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ نکتہ سکھایا ہے کہ لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہوں تو اس وقت کثرت سے حمد اور استغفار کرنا چاہیئے۔

پندرہ صد نئے یورپین مرد و زن جو اب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو کر ہمارے ساتھ اخوت کی رسی سے بندھ گئے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے بہترین نمونہ سے اور سچی ہمدردی کے جذبات سے ان کی ایسی تربیت کریں کہ ہمارے یہ نئے احمدی بھائی اور بہنیں احمدیت کی سچی رُوح اپنے اندر پیدا کر کے پھر اسی تڑپ کے ساتھ اس پیغام کو آگے پہنچائیں اور جس طرح ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا ہے اسی طرح صداقت کا نور تدریجاً سارے عالم میں پھیلتا جائے حتیٰ کہ کُل عالم کو منور کردے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے فرائض احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ______ آمین

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اخلاقی معجزات وہ کام کر سکتے ہیں جو اقتداری معجزات نہیں کر سکتے

بعض آدمی ظاہری معجزات اور خوارق دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض حقائق اور معارف دیکھ کر مگر اکثر لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی ہدایت اور تسلّی کا موجب اخلاقِ فاضلہ اور التفات ہوتے ہیں

"تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خودپسندی، مالِ حرام سے پرہیز اور بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اُس کے دُشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (المؤمنون: ۹۷) اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اُس کا جواب گالی سے نہ دیا جاوے بلکہ اس پر صبر کیا جائے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا۔ اور یہ سزا اُس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اُس کو دے سکتے ہو۔ یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ مُوذی سے مُوذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ ؏

لطف کُن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

فاسق آدمی جو انبیاء کے مقابلہ پر تھے خصوصاً وہ لوگ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے مقابلہ پر تھے ان کا ایمان لانا معجزات پر منحصر نہ تھا اور نہ معجزات اور خوارق ان کی تسلّی کا باعث تھے۔ بلکہ وہ لوگ آنحضرتؐ کے اخلاقِ فاضلہ کو ہی دیکھ کر آپؐ کی صداقت کے قائل ہو گئے تھے۔ اخلاقی معجزات وہ کام کر سکتے ہیں جو اقتداری معجزات نہیں کر سکتے۔ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ کا یہی مفہوم ہے اور تجربہ کر کے دیکھ لو کہ استقامت کیسے کرشمے دکھاتی ہے۔ کرامت کی طرف تو چنداں التفات ہی نہیں ہوتا خصوصاً آجکل کے زمانہ میں۔ لیکن اگر پتہ چل جائے کہ فلاں شخص با اخلاق آدمی ہے تو اس کی طرف جس قدر رجوع ہوتا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ اخلاقِ حمیدہ کی زد اُن لوگوں پر بھی پڑتی ہے جو کئی قسم کے نشانات کو دیکھ کر بھی اطمینان اور تسلّی نہیں پا سکتے۔ بات یہ ہے کہ بعض آدمی ظاہری معجزات اور خوارق دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض حقائق اور معارف دیکھ کر۔ مگر اکثر لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی ہدایت اور تسلّی کا موجب اخلاقِ فاضلہ اور التفات ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صد ۸۱)

"خُلق باطنی پیدائش کا نام ہے ایسا ہی باطنی قُویٰ جو انسان اور غیر انسان میں مابہ الامتیاز ہیں وہ سب خُلق میں داخل ہیں۔ یہاں تک کہ عقل و فکر وغیرہ سب قُوتیں خلق ہی میں داخل ہیں۔ خُلق سے انسان اپنی انسانیت کو درست کرتا ہے۔ اگر انسانوں کے فرائض نہ ہوں تو فرض کرنا پڑے گا کہ آدمی ہے؟ گدھا ہے؟ یا کیا ہے؟ جب خُلق میں فرق آجاوے تو صورت ہی رہتی ہے۔ مثلاً عقل ماری جاوے تو مجنون کہلاتا ہے۔ صرف ظاہری صورت سے ہی انسان کہلاتا ہے۔ پس اخلاق سے مُراد خدا تعالیٰ کی رضاجوئی (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی عملی زندگی میں مجسّم نظر آتا ہے) کا حصُول ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے طرزِ زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے۔ یہ اخلاق بطور بنیاد کے ہیں اگر وہ متزلزل رہے تو اس پر عمارت نہیں بنا سکتے۔ اخلاق ایک اینٹ پر دوسری اینٹ کا رکھنا ہے۔ اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری دیوار ٹیڑھی رہتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صد ۱۳۲)

نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ کشتی نوح صد ۱۵)

خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اہم اور زرّیں ارشادات

دینی ضروریات کیلئے دُنیا سے بڑھ کر جوش و جذبہ پیدا کریں

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دیکھو اور اپنے حالات کا خود مطالعہ کرو کہ جس قدر تڑپ کوشش اور اضطراب دنیوی اور ان ادنیٰ ضروریات کے لئے دل میں ہے کم از کم اتنا ہی جوش دینی ضروریات کے لئے بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر دین کو دنیا پر تقدم تو کہاں برابری بھی نصیب نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں وہ معاہدہ جو امام کے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے، کہاں پورا کیا۔ میں نے خود تجربہ کیا ہے، ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں جن میں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں۔ لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں، مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کے لئے انہیں کوئی تڑپ نہیں۔

باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں۔ بدظنّی، منصوبہ بازی، تکبّر، دوسرے کی تحقیر، غیبت اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں، شرک ..... وغیرہ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی، میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔

نفس کو کبھی توکّل اور صبر کے مسائل پیش کر دیتا ہے۔ لیکن جب ظاہری بیماریاں آکر غلبہ کرتی ہیں تو پھر سب کچھ بھول جاتا ہے اور تردّد کرتا ہے لیکن جب روحانی بیماریوں کا ذکر ہو تو توکل کا نام لے دیتا ہے یہ کیسی غلطی اور فروگذاشت ہے۔ ان دونوں نظاموں کو مختلف پیمانوں اور نظروں سے دیکھتا ہے یعنی باطنی اور روحانی امور میں تو کہہ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے اور ظاہری امور میں اس کا نام شدید البطش رکھا ہے۔ یہ نادانی اور غلطی ہے خدا تعالیٰ دونوں امور میں اپنی صفات کی یکساں جلوہ نمائی کرتا ہے۔ پس جو لوگ امور دنیا میں تو سر توڑ کوششیں کرتے ہیں اور اسی کو اپنی زندگی کا اصل مقصد اور منشاء اعظم سمجھتے ہیں اور دین کو بالکل چھوڑتے ہیں، وہ غلطی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کی صفات پر غور نہیں کرتے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ر فروری ۱۹۰۵ء)

سچائی اختیار کرنے سے دوسری نیکیوں کی توفیق ملتی ہے

ارشاد سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”سچائی ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ دوسری بہت سی نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ جب انسان سچائی کو اختیار کر لیتا ہے تو وہ اپنے اخلاق کو بہتر بنانے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جن اخلاق کو وہ خدا تعالیٰ سے نہ ڈر کر خراب کر رہا تھا انہیں بندوں کے ڈر کی وجہ سے اچھا بنانے لگ جاتا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ دُنیا میں سچائی کی قیمت سب سے کم ہے۔ جب بھی کوئی شخص بات کرتا ہے تو وہ اصل بات کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے میں اپنے گرد و پیش کے افسروں کو دیکھتا ہوں کہ جب ان سے سوال کیا جائے تو وہ ”ہاں“ یا ”نہ“ میں جواب نہیں دیتے مثلاً اگر ان سے پوچھا جائے کہ کیا آپ فلاں جگہ گئے تھے تو وہ یہ جواب نہیں دیں گے کہ ہم وہاں گئے تھے یا نہیں گئے تھے۔ وہ ”ہاں“ اس لئے نہیں کہتے کہ سستی کی وجہ سے انہوں نے کام نہیں کیا۔ اور جہاں انہیں جانے کے لئے کہا گیا تھا وہاں نہیں گئے اور ”نہیں گئے“ اس لئے نہیں کہتے کہ ان کا جرم پکڑا گیا ہے وہ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ حضور اصل بات یہ ہے کہ فلاں نے فلاں بات کی تھی اس کا مطلب اصل میں یوں تھا۔ میں نے اس سے یہ سمجھا اور اس طرح لمبی بات کرنی شروع کر دیں گے۔ وہ سیدھا یہ نہیں کہیں گے کہ میں فلاں جگہ نہیں گیا، بلکہ بات کو چھپانے کی کوشش کریں گے۔ اگر جواب ”ہاں“ ہوتا ہے تو وہ ہاں میں جواب نہیں دیتے اور اگر جواب ”نہیں“ ہوتا ہے تو وہ ”نہیں“ میں جواب نہیں دیتے۔ یہ ثبوت ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ اپنی سستی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ اپنی سستی پر پردہ ڈال کر بات تو ہو جاتی ہے لیکن اصلاح نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ سچائی ایک ایسی چیز ہے جس سے اخلاق کی اصلاح ہوتی ہے اور قوم کی اصلاح ہوتی ہے۔ پس آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ سچائی اختیار کریں اور یہ کوئی مشکل بات نہیں آخر دنیا میں ہزاروں

ہزار راستباز گزرے ہیں۔ اس لئے یہ کوئی ایسی بات نہیں جو نہیں ہو سکتی تم فیصلہ کر لو کہ ہم نے سچ بولنا ہے، چاہے اس کے بدلہ میں ہم ذلیل ہوں، شرمندہ ہوں یا ہمیں کوئی اور نقصان اٹھانا پڑے پھر دیکھو تمہارے اخلاق کی کتنی جلدی درستی ہو جاتی ہے پس میں ان مختصر الفاظ میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سچائی کو اختیار کریں۔ بات مختصر ہے لیکن ہے بہت بڑی۔ کہنے کو تو یہ ایک منٹ میں کہی جا سکتی ہے لیکن نتیجہ اس کا صدیوں کی بھلائی اور قومی ترقی ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ فروری ۱۹۵۳ء)

کوشش یہ ہونی چاہئے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی کسی کو تکلیف نہ پہنچے

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

ایک صفائی کا تعلق کانوں سے ہے۔ اسلام نے ہمیشہ ہی اس قسم کی صفائی کو قائم رکھنے پر زور دیا ہے لیکن خصوصاً اجتماعات کے موقع پر کہا گیا ہے کہ دیکھو اس قسم کا گند بھی فضا میں نہ ہو۔ فضا میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آواز کی لہریں ہماری فضا میں چکر لگا رہی ہوتی ہیں چنانچہ کہا کہ پبلک پلیسز (یعنی عوام الناس کے استعمال کی جگہوں) جن میں سڑکیں بھی ہیں اور سڑکوں کے علاوہ بعض اور مقامات بھی ہوتے ہیں جہاں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں، وہاں رفث نہیں ہونا چاہیئے، فحش کلامی نہیں ہونی چاہیئے، ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے جو اچھی نہ لگے اور قبیح ہو۔ آگے اس کے کئی درجے ہیں۔ بعض ایسی باتیں ہیں کہ اگر دوست گھر کے اندر بیٹھے ہوئے آپس میں ہنسی مذاق کر لیں تو وہ قابل اعتراض نہیں ہوتیں۔ لیکن اگر وہی چیز سڑکوں پر کی جائے تو وہ قابل اعتراض ہو جاتی ہے۔ بعض ایسی باتیں ہیں کہ اگر مردوں میں ہو رہی ہوں تو اتنی زیادہ قابل اعتراض نہیں ہوتیں لیکن اگر کوئی بہن وہاں سے گزر رہی ہو اور اس کے کانوں میں بھی وہ آواز پڑ جائے تو وہ بات بڑی سخت قابل اعتراض ہو جاتی ہے کہ تم نے اپنی بہنوں کا خیال نہیں رکھا اور اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھا۔ پس خاص طور پر یہ کہا گیا ہے کہ اپنے ماحول کو جس میں ساؤنڈ ویوز یعنی صوتی لہریں ہر وقت چل رہی ہیں، صاف رکھو۔ جب ہم بولتے ہیں تو آواز کی لہریں چلتی ہیں۔ ان میں گندگی نہیں ہونی چاہیئے وہ بھی صاف ہونی چاہئیں۔

پھر ایک مرکب گندگی یہ ہے کہ کوئی لڑ پڑے اس میں آواز بھی آئے گی اور دیکھنے والا اور پاس سے گزرنے والا کراہت محسوس کرے گا کہ جو بھائی بنیان مرصوص بنائے گئے ہیں ان کا آپس میں جھگڑا ہو رہا ہے اور ہو بھی پبلک پلیس (PUBLIC PLACE) پر رہا ہے، اجتماعات میں اس قسم کے واقعات ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے، کیونکہ بڑے اجتماعات میں بعض دفعہ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے میں سستی ہو جاتی ہے لیکن بعض بڑے اچھے نمونے ہیں....

غرض اجتماعات میں بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو دوسروں کو تکلیف دے سکتی ہیں۔ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ اور کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ چھوٹی بات ہو یا بڑی اگر تکلیف پہنچے تو آدمی اسے برداشت کر جائے جھگڑا نہیں کرنا۔ اخلاقی لحاظ سے یہ پاکیزگی، یہ طہارت، یہ صفائی فضا ہی میں ہونی چاہیئے۔ گندگی سے پاک اور مطہر فضا ہونی چاہیئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ نومبر ۱۹۷۸ء)

قبولیت دُعا کیلئے عملی تائید بھی ضروری ہے

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"بسا اوقات دُعا کرنے والے کا عمل انسان کی دُعاؤں کا مددگار بنتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ فلاں مستجاب الدعوات ہے، نیک ہے اس سے دُعا کی درخواست کرو۔ اس درخواست میں یہی مفہوم پیش نظر آتا ہے ورنہ دُعا تو ہر ایک انسان کرتا ہے اور بعض دفعہ بدوں کی دُعا بھی سنی جاتی ہے اس سے کوئی انکار نہیں لیکن جس کا عمل مستقل طور پر دُعا کی مدد کر رہا ہے وہ اس کو طاقت بہم پہنچا رہا ہے اس کی دُعا واقعۃً عرش تک پہنچ رہی ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ جس کے لئے دُعا کی جاتی ہے، اس کا عمل بھی ضروری ہوتا ہے۔ اگر وہ ان نیکیوں سے بے پرواہ ہے جن نیکیوں کے لئے اس کی خاطر دُعا کی جاتی ہے تو اس کے حق میں قبول نہیں کی جاتی۔ اس مسئلہ کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بعض لوگوں نے حدیثوں کے مفہوم کو سمجھا نہیں اور غلط اعتراضات پیدا ہوتے ہیں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اشخاص کی ہدایت کی دُعا خاص طور پر اپنے رب سے کی تھی۔ ایک وہ جو ابو جہل کے نام سے مشہور ہوا اور ایک ان میں سے عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ عمرؓ کے حق میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول ہوئی اور بعض نادان یہ سمجھتے ہیں کہ ابوجہل کے حق میں مقبول نہیں ہوئی اور گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُعا نامقبول ہوئی۔ آپؐ کی دُعا نامقبول نہیں ہوئی یہ کلمہ گستاخی کا ہے بلکہ ابوجہل کا عمل نامقبول تھا اور اس عمل کی نامقبولیت جو اس صورت میں ظاہر ہوئی کہ وہ جاہل کا جاہل مر گیا بلکہ اجہل ہو کے مرا۔ اس لئے جس کے حق میں دُعا کی جاتی اس کے عمل کی صداقت اس کی سچائی دُعا کرنے والے کی دُعاؤں کی مدد کر رہی ہوتی ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ جون ۱۹۸۶ء)

انتخاب از درِ ثمین

وہ دُور ہیں خُدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں

تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عِفّت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شائد اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

وہ دُور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہر دم اسیرِ نخوت و کبر و غُرور ہیں

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اِسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اِسی میں ہے

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کِبر و غُرور و بُخل کی عادت کو چھوڑ دو

جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں
تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دُور جاتے ہیں

اِس بے ثبات گھر کی محبّت کو چھوڑ دو
اُس یار کے لیے رہِ عشرت کو چھوڑ دو

اِک بات کہہ کے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
پھر شوخیوں کا بیج ہر اک وقت بوتے ہیں

لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیالِ حضرتِ عزّت کو چھوڑ دو

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول

خطبہ جمعہ

توحید دُنیا بھر کے انسانوں کیلئے آزادی کا پیغام ہے

اسلام نے جتنا توحید پر زور دیا ہے اُس کا عُشرِ عشیر بھی دیگر مذاہب میں دکھائی نہیں دیتا

مغربی دُنیا میں رہنے والوں کو سب سے اچھا پیغام توحید کا پیغام ہے

سارے دین کا خلاصہ توحید ہی ہے، توحید کو ایمان میں سب سے زیادہ مرکزیت اور افضلیت حاصل ہے

توحید کا اعمال سے اور اعمال کی تمام تفاصیل سے ایک گہرا تعلق ہے، اس کے ذریعہ ہی انسان بندوں کی غلامی اور پرستش کی ذہنیت سے آزاد ہوتا ہے

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بمقام مسجد فضل لندن بتاریخ ۹ جولائی ۱۹۹۳ء مطابق ۹ وفا ۱۳۷۲ ہش

مرتّبہ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید، لندن

تشہّد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ الانعام کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ۙ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّھُوَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ ؕ وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْھَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۚ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○

(الانعام: آیت ۱۶۲ تا ۱۶۵)

بعدہٗ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اس سفر سے واپسی کے بعد جو خدا تعالیٰ کے احسان اور رحمت سے ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہا، آج یہ پہلا خطبہ ہے جو میں اللہ کے فضل سے مسجد فضل لندن میں دے رہا ہوں۔ یہاں سے جانے سے پہلے جو خطبہ دیا تھا اس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر پیش کی تھی جس کے آخری حصّہ سے متعلق میں نے ذکر کیا تھا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ان چار امور کو جو اس آخری فقرہ میں درج ہیں ایک ایک کر کے وضاحت سے جماعت کے سامنے بیان کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو تحریر پیش کی تھی وہ یہ ہے۔

"ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کَزَرْعٍ (کھیتی کی طرح) ہوگی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دور ہیں۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتے جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ (یہ وہ آخری جُملہ ہے جس کے چار اجزاء کو ایک ایک کر کے میں انشاء اللہ خطبات میں بیان کروں گا۔ پہلا جزیہ ہے۔ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو) دوسرا، تبتّل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ تیسرے، ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو۔ اور چوتھے، حقوق اخوان میں خاص رنگ ہو۔

(الحکم۔ جلد ۶۔ نمبر ۲۹، صفحہ ۵ پرچہ ۱۷، اگست ۱۹۰۲ء)

اس کا پہلا جزکہ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو، آج کے خطبہ کا موضوع ہے۔

دہریت شرک کی ہی پیداوار ہے

آج خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ یو۔کے کا سالانہ اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے اور ان کی طرف سے بھی یہ پُر زور اصرار ہے کہ اس خطبہ میں ان کے نام بھی افتتاحیہ کے رنگ میں ایک پیغام ہو۔ اسی طرح جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا جلسہ سالانہ آج سے زیورک میں شروع ہو رہا ہے۔ امیر صاحب سوئٹزرلینڈ نے خطبہ جمعہ میں جماعت سوئٹزرلینڈ کو یاد رکھنے کی درخواست کی ہے۔ یہ دونوں مقامات جن میں ایک جگہ اجتماع اور ایک جگہ جلسہ سالانہ ہو رہا ہے اس وقت شرک کا گڑھ بنے ہوئے ہیں۔ اگرچہ شرک بھی بظاہر ناپید ہوتا دکھائی دے رہا ہے اور دہریت میں بدل گیا ہے اور ان علاقوں میں بھاری تعداد نوجوانوں کی اور نئی نسل سے تعلق رکھنے والوں کی عملاً دہریہ ہو چکی ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ دہریت شرک ہی کی پیداوار ہے۔ شرک جب اپنے بد نتائج کو کھل کر ظاہر کرتا ہے تو جو کڑوے پھل شرک کو لگتے ہیں ان میں ایک سب سے بڑا کڑوا پھل دہریت ہے کیونکہ شرک اپنی ذات میں اس لائق نہیں کہ اس پر ایمان رکھا جائے۔ جو ایمان بھی شرک کی ملونی رکھتا ہے وہ لازماً بودا ایمان ہے اور جوں جوں قومیں اس شرک کے پہلوؤں پر غور کرتی ہیں تو طبعاً وہ ان سے متنفر ہوتی چلی جاتی ہیں اور اس کے مقابل پر پھر دہریت کے سوا اور کوئی سہارا ان کے لئے باقی نہیں رہتا اور دہریت کو اگر بنظر غور دیکھا جائے تو دہریت کا سہارا دراصل خدا کے بعد ایک ہی سہارا ہے جو باقی ہے یا تو خدا ہے یا کچھ نہیں۔ اگر کچھ نہیں تو مادہ پرستی کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور انسان کو اپنی زندگی کے مطالب حاصل کرنے کے لئے لازماً مادیت کی طرف جھکنا پڑتا ہے۔ پس یہ شرک کا وہ شاخسانہ ہے جو انسان کو خالصۃً دنیا کا بنا کر رکھ دیتا ہے اور خدا سے اس کا تعلق کلیۃً کٹ جاتا ہے۔

سب سے زیادہ زندگی بخش پیغام توحید کا پیغام ہے

اس پہلو سے آج کے خطبہ کا تعلق ان دونوں تقریبات سے بہت گہرا ہے یعنی توحید کا موضوع ہے اور ایسے ملک کے اجتماعات یا جلسے جو شرک کی آماجگاہ بنے رہے اور دہریت پر جا کر اُن کی تان ٹوٹی ان ممالک کے لئے سب سے اہم، سب سے ضروری، سب سے زیادہ زندگی بخش پیغام توحید ہی کا پیغام ہے اور اس کے بغیر ہماری دوسری تبلیغی کوششیں بالکل بے معنی اور بے حقیقت ہیں۔ ایسے لوگ جن کا خدا سے ایمان اٹھ چکا ہو، جن کا سب کچھ دنیا بن چکی ہو، ان سے آپ بائیبل کی رو سے خواہ عہد نامہ قدیم ہو یا عہد نامہ جدید ہو یا دیگر الٰہی کتب کی رو سے بحث کریں تو یہ ایسی بات ہے جیسے بھینس کے آگے بین بجانے کا محاورہ ہے۔ بھینس بیچاری کو کیا پتہ کہ بین کیا ہوتی ہے۔ اس لئے بہت سے احمدی ان سرسری باتوں میں جو ان قوموں کے لئے سرسری ہیں اور ہمارے لئے اہمیت رکھتی ہیں ان کے نکتہ نگاہ سے دیکھیں تو ان سرسری باتوں میں اپنا سارا وقت ضائع کر دیتے ہیں اور نتیجۃً کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے بیماری کی صحیح تشخیص ہونی چاہئے اور بیماری کی صحیح تشخیص یہ ہے کہ توحید دنیا سے اٹھ چکی ہے اور یہی تشخیص ہے جو اس مرض کے ہر پہلو پر صادق آ رہی ہے۔ یہ مذہب کے فرق کو نہیں دیکھ رہی۔ یہ وہ تشخیص ہے جو آج کل عالم پر صادق آ رہی ہے۔

ہندوؤں کو دیکھیں تو وہاں سے اگر توحید کا کوئی نشان تھا تو وہ اُٹھ چکا ہے۔ یہودی بھی عملاً توحید کو چھوڑ کر مادہ پرست ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی کئی قسم کے شرک راہ پا گئے ہیں اور مسلمان ممالک نے اپنی بقا کو خدا کی توحید سے نہیں بلکہ دنیا کے وسائل سے اور دنیا کی مصلحتوں سے وابستہ کر دیا ہے۔ یہ شرک عدلیہ میں بھی راہ پا گیا ہے اور ہر جگہ عدلیہ کی جڑیں اس شرک کی وجہ سے کھوکھلی ہوتی جا رہی ہیں۔ بسا اوقات عدلیہ ایک فیصلہ دیتی ہے اور فیصلہ دیتے وقت بظاہر ایسی زبان استعمال کرتی ہے جو اس فیصلے کو قانوناً کچھ معقولیت عطا کر دے لیکن پس منظر میں کچھ اور معبود ہیں جن کی پرستش کی جا رہی ہوتی ہے۔ کہیں یہ ایک بُت ہے کہ عوام الناس کے اوپر کیا اثر پڑے گا جو اُن کے فیصلے کے اوپر اثر انداز ہو رہا ہوتا ہے۔ کہیں یہ کہ حکومت کے سربراہوں پر کیا اثر پڑے گا جنہوں نے عدلیہ پر فائز ججوں کی ترقیاں دینی ہیں۔ کسی کو مستقل جج بنانا ہے، کسی کو چیف جسٹس مقرر کرنا ہے تو شرک ہی ہے جو ہر جگہ انسانی معاملات میں زہر گھول رہا ہے اور حقیقت میں قرآن کریم نے جو اُس زمانے کی قسم کھائی ہے کہ جس میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے وہ یہی زمانہ ہے اور شرک ہی ہے جس نے سارے عالم کو گھاٹے میں مبتلا کر دیا ہے۔

توحید کے مضمون کی اہمیت اور ضرورت

توحید کے متعلق اس سے پہلے بھی مَیں نے خطبات کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا لیکن یہ مضمون اتنا اہم ہے کہ بار بار جماعت کے سامنے پیش ہونا چاہئے اور بڑی وضاحت کے ساتھ اس کے ہر پہلو کو جماعت کے سامنے رکھنا چاہئے کیونکہ اسی میں سارا دین ہے۔ سارے دین کا خلاصہ توحید ہی ہے تبھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دو مواقع پر، اور بھی ہوں گے لیکن دو حدیثیں میرے پیش نظر ہیں۔ ایک موقعہ پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ایک موقعہ پر ایک اور صحابی کو، نصیحت فرمائی کہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں ہی سب کچھ ہے۔ اگر تم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا مطلب سمجھ جاؤ اور اس پر قائم ہو جاؤ تو اسی سے نجات وابستہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی نصیحت سے متعلق یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت ابوہریرہؓ کو یہ اعلان کرتے سنا کہ

مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ

کہ جس کسی نے بھی یہ اعلان کیا یا یہ اقرار کیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا۔

تو حضرت عمرؓ ان کو پکڑ کر (بیان کیا جاتا ہے کہ گریبان سے پکڑ کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں واپس لائے اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ جو بات کہہ رہے ہیں یہ آپ نے فرمائی ہے؟ آپؐ نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ اس سے کچھ ناواقف لوگ یا انجان لوگ (لفظ مجھے یاد نہیں مگر بہر حال مراد یہ تھی کہ کچھ لوگ) دھوکے میں پڑ جائیں گے اور دین کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ وہ لوگ جو اس کے مطالب کو نہیں پا سکیں گے وہ کچھ اور نہ سمجھ بیٹھیں"۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس عرضداشت پر حضرت ابوہریرہؓ کو اس اعلان سے

منع فرمادیا۔ دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ ایک نوجوان صحابیؓ سواری میں آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کو آپؐ نے جو نصیحتیں کیں ان میں ایک یہ بھی ذکر تھا یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا۔ اس نے پوچھا کہ "کیا میں اس کا اعلان کروں؟" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "نہیں"، جو لوگ نہیں سمجھیں گے وہ عمل چھوڑ بیٹھیں گے"۔ مطلب یہ ہے کہ اس اقرار کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ عمل سے الگ ہو کر اقرار کیا جائے بلکہ اس اقرار کا اصل مطلب یہ ہے کہ یہ اقرار عمل میں جاری ہو جائے اور یہ اقرار اگر سچا ہو تو لازم ہے کہ عمل میں جاری ہو، رُک ہی نہیں سکتا۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی حقیقت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی صداقت کا اس کی کُنہہ سے واقف ہوتے ہوئے اقرار کر رہا ہو۔ اس کے مضمون کو سمجھتے ہوئے اقرار کر رہا ہو اور پھر بے عمل ہو کیونکہ توحید کا اعمال سے اور اعمال کی تمام تفاصیل سے گہرا تعلق ہے۔ اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے لئے توحید کے مضمون کو بار بار سمجھنا اور اسے آگے بیان کرنا بہت ضروری ہے۔

اسلام نے توحید پر سب سے زیادہ زور دیا ہے

جو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں اب میں ان کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ

اے محمدؐ! یہ اعلان کر دے کہ مجھے میرے ربّ نے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے دی ہے یا صراطِ مستقیم پر چلا دیا ہے۔ وہ صراطِ مستقیم جو ہم پانچ وقت کی نمازوں میں بار بار خدا سے طلب کرتے ہیں کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اے محمدؐ! تو اعلان کر کہ میں اس صراطِ مستقیم کو پا چکا ہوں اور وہ ہے کیا؟ دِیْنًا قِیَمًا۔ دینِ قیّم ہے۔ مِّلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا۔ ابراہیمؑ جو حنیف تھا اس کی ملت جس دین پر قائم تھی یہ وہ دین ہے۔ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اس کا تعارف اگر کرایا جائے تو اس کا خلاصہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی پہلو سے مشرک نہیں تھا۔ اگرچہ اسلام نے جتنا توحید پر زور دیا ہے اس کا عشرِ عشیر بھی دیگر مذاہب میں دکھائی نہیں دیتا مگر کسی مسلمان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اسلام ہی نے پہلی بار توحید کو پیش کیا ہے ہرگز درست نہیں کیونکہ دینِ قیّم جس کا اس آیت میں ذکر ملتا ہے اس کی تعریف دوسری جگہ سورۃ بیّنہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ ۝ (سورۃ البیّنۃ: آیت ۶)

کہ دینِ قیّمہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ تمام وہ مذاہب جن کی بنیاد کتاب پر رکھی گئی یعنی کلامِ الٰہی پر رکھی گئی ان تمام مذاہب کا خلاصہ یہ تھا کہ ان کو خدا تعالیٰ نے توحید اور خالص توحید پر جو حنیفاً کا پہلو رکھتی ہو، جس میں دین کو خدا کے لئے خالص کر دیا گیا ہو، قائم ہونے کی ہدایت فرمائی۔ پس آدم سے لے کر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک ادیان کا خلاصہ یہی ہے جو دینِ قیّمہ میں بیان فرمادیا گیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ صرف اسلام نے توحید کو پیش کیا۔ توحید کے بغیر تو مذہب کا آغاز ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ مذہب ہے جو اوّل بھی ہے اور آخر بھی ہے۔ اوّل اور آخر جو خدا کی صفات بھی ہیں ان کا کامل خلاصہ توحید ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ حکم ملتا ہے کہ یہ اعلان کر اور کہہ کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وہ توحیدِ خالص جسے دینِ قیّم قرار دیا گیا ہے جسے حنیف ابراہیم کا مذہب قرار دیا گیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وجود میں کس طرح جلوہ گر ہوئی۔ اللہ فرماتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں، اے محمدؐ تو اعلان کر کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ: میری عبادتیں اور میری تمام قربانیاں وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ: اور میری تو ساری زندگی، میرا جینا مرنا کلیۃً خدا کے لئے ہو گیا ہے۔ یہ توحیدِ خالص کا طبعی نتیجہ ہے اور یہ وہ توحیدِ خالص ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اقرار میں نہیں ٹھہری بلکہ وہ اقرار آپؐ کے سارے وجود میں سرایت کر گیا۔ جب توحیدِ خالص وجود میں سرایت کر جاتی ہے، خون میں دوڑنے لگتی ہے تو کیسا وجود ظاہر ہوتا ہے۔ یہ وہ بیان ہے جو اس آیت میں ملتا ہے کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ: تو کہہ دے کہ میری عبادت اور ہر قسم کی عبادت، میری ہر قربانی اور ہر قسم کی قربانی، میرا جینا میرا مرنا سب کچھ خدا کے لئے ہو چکا ہے۔ غیر اللہ کی ایسی نفی اس کامل شان کے ساتھ آپ کو دوسرے انبیاء میں بھی دکھائی نہیں دے گی مگر یہ مراد نہیں ہے کہ وہ موحد نہیں تھے۔ توحید نے درجہ بدرجہ ترقی کی ہے۔ رفتہ رفتہ نئی شان توحید میں پیدا ہوئی ہے۔ اس کا مفہوم زیادہ گہرائی کے ساتھ انسان کو سمجھایا گیا ہے اور وہ مقام جس پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فائز ہوئے وہ توحید کا آخری مقام ہے۔

پس اگرچہ تمام انبیاء توحید کے علمبردار تھے اور توحید ہی کی طرف بلانے والے تھے مگر نبی نبی میں اس پہلو سے فرق ہے۔ پس جہاں بھی توحید کا مضمون ملتا ہے وہاں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علاوہ ابراہیمؑ کا نام آپ کو سنائی دے گا اور یہ دو انبیاء ہیں جو توحید کے مضمون میں اس درجۂ کمال کو پہنچے ہیں کہ جیسے آسمان پر سورج اور چاند ہوں اور باقی سب ستارے ہیں جو دور سے جھلملاتے تو ضرور ہیں مگر ایسی صاف اور پاک روشنی نہیں رکھتے جیسے چاند کو عطا ہوئی یا جیسی روشنی سورج چاند کو عطا کرتا ہے۔ پس توحید کے آسمان پر دو جو سب سے بڑے نیّر ہیں اور جنہیں ہم نیّرین کہتے ہیں وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔

پھر یہ بیان قُل کے تابع جاری رہتا ہے کہ اے محمدؐ یہ اعلان کر وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ خلاصہ وہی ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ جس طرح پہلی آیت اس پر منتج ہوئی تھی کہ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ وہی مضمون ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات کے حوالے سے سمجھایا جا رہا ہے کہ یہ اعلان کرنے کے بعد کہ میرا سب کچھ خدا کے لئے ہو گیا، پھر خلاصہ یہ نکالا کہ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔ پس جب میں نے یہ بیان کیا کہ توحید ہی میں خدا کی اوّلیت جلوہ گر ہے اور توحید ہی میں خدا کے آخر ہونے کا مضمون بیان ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات کے حوالے سے یہ دونوں باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں پائی جاتی ہیں۔ آپؐ اوّل بھی ہیں اور آخر بھی ہیں۔ شارع بھی ہیں اور خاتم بھی ہیں۔ اس پہلو

سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات میں توحید نے جو جلوہ گری دکھائی ہے کسی اور ذات میں آپ کو ایسی جلوہ گری نظر نہیں آئے گی۔ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّھُوَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ کہہ دے کہ خدا کے سوا میں کسی اور کو رب بنالوں جبکہ وہ ہر چیز کا رب خود ہے۔ وہ وجود کہاں سے ڈھونڈوں جس کا خدا رب نہ ہو۔ یہ مضمون ہے جو حقیقت میں بیان کیا جارہا ہے جدھر نظر پڑتی ہے سب کا رب خدا ہے۔ ساری کائنات میں ایک ذرّہ بھی ایسا نہیں جس کا رب خدا نہ ہو تو رب کو چھوڑ کر اُن کو میں کیوں رب بنالوں جن پر ربوبیت ظاہر ہوئی۔ جب ہر جگہ وہی وہی ہے تو پھر وہی میرا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی رب ہو نہیں سکتا۔ وَھُوَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْھَا: اور جہاں تک رب کے سوا دوسری مخلوق یا کائنات کا تعلق ہے ان کے اوپر تو یہ قانون جاری ہے کہ وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْھَا۔ کوئی جان، کوئی باشعور ہستی ایسا کام نہیں کرے گی جس کے متعلق اس کو ذمّہ دار قرار نہ دیا جائے۔ لَا تَکْسِبُ یعنی کمائے گی نہیں۔ اِلَّا عَلَیْھَا مگر اس کی ذمّہ داری اس پر ڈالی جائے گی۔ پس اس شرک کے خلاف دو دلیلیں بیان فرمائی گئیں کہ خدا کے سوا کسی اور کو رب سمجھ لو۔ ہر وجود کا رب خدا ہے۔ یہ پہلی دلیل ہے اور جو خود ایک رب کا محتاج ہو اس کو رب بننے کا حق ہی کوئی نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر شخص کسی کو جوابدہ ہے اور اللہ کسی کو جوابدہ نہیں ہے۔ ہر شخص جو عمل کرتا ہے اس عمل کے بارہ میں اس سے پوچھا جائے گا اور اس کا اُسے خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اور کوئی دوسری جان کسی اور جان کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گی۔ بعض لوگ مثلاً ہندو یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں تو توحید کے قائل اور آخری صورت میں ایک ہی خدا ہے مگر یہ جو بت ہیں یہ جن ناموں سے منسوب ہو رہے ہیں وہ چھوٹے چھوٹے ایسے خدا ہیں جو ہمارے بوجھ اٹھالیں گے۔ ہماری طرف سے خدا تعالیٰ کے حضور شفاعت کر کے ہمارے گناہ معاف کروادیں گے اور ان سے تعلق کے نتیجہ میں ہمیں جو فائدہ پہنچتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے آپ کسی سواری پر بوجھ ڈال دیتے ہیں تو یہ ہمارے لئے سواریاں سی ہیں جو ہمیں خدا تک لے کر جاتی ہیں اور ہمارے بوجھ اٹھا لیتی ہیں۔ اس قسم کے فلسفیانہ جواب دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مجھے خود تجربہ ہے، بہت بچپن کے زمانہ میں جبکہ میں سکول میں تھا، ایک دفعہ ڈلہوزی میں مَیں ایک خوبصورت جگہ سیر کے لئے گیا ہوا تھا اور وہاں ایک ہندو سے تبلیغی گفتگو ہو رہی تھی تو اس نے یہی بات مجھ سے کی اور وہی بات ہے جو میرے ذہن پر نقش ہوئی کہ یہ اس طرح شرک کے لئے عُذر تراشتے ہیں۔ اس نے کہا تمہارے بھی تمہیں خدا تک پہنچانے والے ولی ہوتے ہیں۔ یہ جو بت ہیں یہ تو صرف بعض ایسے وجودوں کی نمائندگی کرتے ہیں جو اپنے تعلق کی رعایت کرتے ہوئے اس کو خدا تک لے جاتے ہیں جو اُن سے تعلق رکھتا ہے اور یہ شرک نہیں ہے۔

ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمّہ دار ہوگا

مگر قرآن کریم نے اسی مضمون کو اس طرح کھول کر بیان فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمّہ دار ہوگا اور ہر جان اپنے اعمال کی خود ذمّہ دار ہے۔ یہ جو پہلا اعلان ہے اس کا مشاہدۂ قدرت سے تعلق ہے۔ صرف مذہبی اعمال کی بات نہیں ہو رہی بلکہ ایک دلیل ہے۔ آپ کائنات پر غور کرتے ہیں تو ہر چیز جو متحرک ہے اور ہر چیز جو جان رکھتی ہے وہ جو کام کرتی ہے اس کی ذمّہ دار بن جاتی ہے۔ اگر کوئی جانور غفلت کی حالت میں جنگل کی زندگی بسر کرتا ہے تو شیر کا یا دوسرے جانوروں کا شکار ہو جاتا ہے۔ کوئی اندھا دُھند دوڑتا ہے تو بسا اوقات گڑھوں میں گر پڑتا ہے۔ یہ تو بہت معمولی کھلی کھلی مثالیں ہیں۔ لیکن تفصیل کے ساتھ آپ ساری کائنات سارے نظام عالم پر غور کریں تو یہی مضمون آپ کو دکھائی دے گا کہ وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْھَا کوئی جان بھی ایسی دکھائی نہیں دے گی جو اپنے روزمرّہ کے اعمال کی ذمّہ دار نہ ہو اور جب وہ غلطی کرتی ہے اس کی سزا بھگتتی ہے۔ دوسرا پہلو خصوصیت سے گناہوں سے تعلق رکھنے والا ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ روحانی دنیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پہلی دلیل روحانی قانون کو تقویت دینے کے لئے اور یہ سمجھانے کے لئے قائم کی گئی ہے کہ جب تم کائنات میں یہ دیکھ رہے ہو کہ ہر شخص اپنی غلطیوں کا اپنے اعمال کا خود ذمّہ دار ہے، جو کچھ وہ کماتا ہے ویسا ہی اس کو ملتا ہے تو یاد رکھو کہ یہی وہ قانون ہے جو مذہبی دنیا میں جاری وساری ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ یہ تمہارا وہم ہے کہ تمہارے بوجھ کوئی اور اٹھا کر چلے گا۔ قیامت کے دن ہر شخص اپنے گناہوں کا، اپنے اعمال کا خود ذمّہ دار ہوگا اور کوئی دوسرا اس کے بوجھ اٹھانے والا نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ مائیں اپنے بچوّں کا بوجھ نہیں اٹھا سکیں گی۔ بہنیں اپنے بھائیوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکیں گی۔ خاوند اپنی بیویوں کے بوجھ نہیں اٹھا سکیں گے۔ ہر شخص اکیلا اکیلا رہ جائے گا اور اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا گیا کہ جیسے تم دنیا میں اکیلے آئے تھے اور اسی طرح اکیلے اکیلے خدا کے حضور حاضر ہو گے اور تمہارا اور کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ پھر ایسی حالت میں تم نے اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے۔ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ۔ اور وہ تم کو ان امور سے متعلق بتلائے گا جن میں اس دنیا میں اختلاف کیا کرتے تھے۔ توحید کی یہ تعلیم قرآن کریم نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو سکھلائی اور اس کے معاً بعد عملی طور پر توحید کا علمبردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو پیش کر کے ابراہیمؑ کا حوالہ چھوڑ کر اور تمام تر ذکر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا شروع ہو گیا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا توحید کا مقام غیر معمولی تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ذکر کے ساتھ تاریخی طور پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام زندہ رکھا جاتا ہے اور یہ بائبل کی پیشگوئی بھی تھی کہ آئندہ آنے والا ایک ایسا نبی ہوگا جس کی وجہ سے آخرین میں تیرے نام پر سلام بھیجا جائے گا۔ پس اسی پیشگوئی کا مصداق حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بنے اور اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ اس طرح پورا فرمادیا کہ توحید کے مضمون کو جہاں جہاں بھی ملتا ہے اِلَّا ماشاء اللہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے ساتھ باندھا گیا ہے یا آپ کی صفات کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ حنیفاً جب فرمایا جاتا ہے تو سب سے زیادہ واضح طور پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور ذہن میں اُبھرتا ہے۔ کیونکہ آپ کے نام کے ساتھ حنیف کا مضمون قرآن کریم نے بڑی مضبوطی سے باندھ دیا ہے یہاں تک کہ ایک ہی وجود کے دو نام بن گئے ہیں۔ ابراہیم کہہ دیں یا حنیف کہہ دیں دونوں صورتوں میں ذہن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ پس تاریخی لحاظ سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ایک موحد کے طور پر پیش فرمایا

گیا لیکن عملی تعلیم کی رُو سے اور توحید کے اپنی تمام باریکیوں کے ساتھ، تمام لطافتوں کے ساتھ انسان کے وجود میں جاری وساری ہونے کے مضمون کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حوالے سے پیش فرمایا گیا ہے۔

اس پہلو سے اگر ہم اس مضمون پر مزید غور کرنا چاہتے ہیں تو لازماً ہمیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور وہ دو طرح سے ہوسکتا ہے۔ ایک یہ کہ توحید سے متعلق آپ کے ارشادات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ دوسرے توحید کے نتیجہ میں آپ کا جو وجود ابھرا ہے، جو تشخص قائم ہوا ہے اس پر غور کیا جائے۔ اور تیسرے توحید کے لیے جیسی محبت اور والہیت اور جیسا عشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دِل میں موجزن تھا وہ جہاں جہاں جلوہ گر ہے، جس وقت وہ جوش کے ساتھ اُبلا ہے اور باہر دکھائی دیا ہے اور چھلکا ہے ان نظاروں کو دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کس مرتبے اور کس مقام کے مجاہد تھے اور توحید آپ کے سینہ میں کیسے ایک سمندر کی طرح موجزن تھی۔ یہ وہ پہلو ہیں جن کو احادیث کے حوالہ سے میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو ایک خطبہ میں تو ختم نہیں ہوسکتا۔ کچھ حوالے چھوڑتا جاؤں گا کچھ چن لوں گا۔ اس طرح کوشش کروں گا کہ تھوڑے وقت میں اس کے تمام اہم پہلو آپ کے سامنے رکھ دوں کیونکہ اسی حوالے میں ہماری زندگی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے موحد ہونے کے حوالے میں ہمارے تمام تر مطالب اور تمام تر مقاصد داخل ہیں اور اسی سے ہم زندگی کا راز پاسکتے ہیں۔ یہی وہ راہ ہے جو ہمیں موت سے بچاسکتی ہے۔ یہی وہ سرچشمہ ہے جِس سے پانی پی کر ہم ابدی زندگی حاصل کرسکتے ہیں اور یہی وہ ایک سرچشمہ ہے جس کی طرف دنیا کے پیاسوں کو بُلا کر ہم دنیا کی پیاس بجھا سکتے ہیں۔

احادیث میں توحید کے مضمون کا کثرت سے ذکر

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے توحید کا جو مضمون بیان فرمایا ہے اس میں سے چند پہلو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کیونکہ یہ وہ مضمون ہے جو بہت وسیع ہے اور بڑی کثرت سے احادیث میں اس مضمون کا ذکر ملتا ہے۔ میں نے ان میں سے چند احادیث آج کے خطاب کے لیے چنی ہیں۔ بخاری، کتاب الایمان، باب الامور الایمان اور اسی طرح مسلم میں یہ حدیث ہے۔ حضرت ابوذر سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا: ایمان کی کچھ اُوپر ستّر یا کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں۔ (یہ جو کچھ اوپر ستّر اور کچھ اوپر ساٹھ بیان کیا گیا ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ستر یا ساٹھ سے اوپر، مراد یہ ہے کہ راوی جو بیان کرتا ہے وہ احتیاط کے تقاضے پورے کرتے ہوئے یہ بتانا چاہتا ہے کہ مجھے پوری طرح قطعی طور پر یاد نہیں کہ ستر ہی فرمایا تھا یا ساٹھ فرمایا تھا لیکن میرا ذہن زیادہ ستر کی طرف مائل ہے اس لیے ستر کے عدد کو میں پہلے بیان کرتا ہوں اور ہوسکتا ہے کہ ساٹھ فرمایا گیا ہو اس کو میں قطعاً خارج از امکان نہیں کہہ سکتا یہ نہیں کہہ سکتا کہ ساٹھ نہیں فرمایا، تو یہ احتیاط کی طرز بیان ہے۔ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی کچھ اوپر ستر یا کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں) ان میں سے سب سے افضل لا الٰہ الّا اللّٰہ کہنا ہے اور ان میں سے کمتر راستے میں سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔

توحید کو ایمان میں سب سے زیادہ افضلیت حاصل ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جہاں ایمان کا ذکر فرمایا ہے وہاں بظاہر توحید کی بات نہیں ہورہی لیکن ایمان کا خلاصہ لا الٰہ الا اللّٰہ میں بیان فرمادیا اور ایمان کی تمام شاخوں میں سب سے افضل شاخ لا الٰہ الا اللّٰہ کو قرار دیا اور جیسا کہ بعض دوسری احادیث پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ ہی کی وہ شاخ ہے جس کے سائے میں باقی سب شاخیں پل رہی ہیں۔ وہ شاخیں دراصل اس ایک شاخ کے وجود کا حصّہ ہیں۔ پس ایمان کی ستر سے اوپر شاخیں ہونا اور ان میں سب سے افضل اور سب سے اہم لا الٰہ الا اللّٰہ کا اقرار ہونا ثابت کرتا ہے کہ توحید کو ایمان میں سب سے زیادہ مرکزیت اور سب سے زیادہ افضلیت حاصل ہے۔ اس سے اوپر ایمان کی تعریف ممکن نہیں۔ پھر فرمایا اسکی کمتر شاخ تکلیف دہ چیزوں کا رستے سے ہٹانا ہے درحقیقت یہ بھی توحید ہی کا پرتو ہے۔ توحید ہی کے نتیجہ میں ایمان رفتہ رفتہ بنی نوع انسان کی بھلائی میں تبدیل ہونا شروع ہوتا ہے۔ توحید ہی کے نتیجہ میں انسان کے انسان سے معاملات کی تعلیم ابھر کر سامنے آتی ہے اور پھر توحید کی پرورش سے یہ پھولتی اور پھلتی ہے۔ یہ مضمون بہت تفصیلی اور گہرا مضمون ہے۔ بہت سے ایسے حوالے قرآن کریم میں اور احادیث میں موجود ہیں جن سے قطعی طور پر یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ توحید کی نشوونما میں بنی نوع انسان کے ساتھ تعلقات کی نشوونما ہی نہیں بلکہ کل موجودات سے تعلقات کی نشوونما کا مضمون ملتا ہے یعنی یہ سب چیزیں توحید سے وابستہ ہیں اور توحید چونکہ خدا تعالیٰ کی ذات سے براہِ راست تعلق کا نام ہے اس لیے سب سے بالا مضمون وہی ہے اور جوں جوں نیچے اُترتے ہیں خدمتِ خلق کے کاموں میں آپ داخل ہوتے ہیں۔ کچھ کام ایسے ہیں جو مثبت معنی رکھتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو منفی معنی رکھتے ہیں۔ مثبت معنوں میں ایسی خدمتیں کرنا جس کے نتیجہ میں قوموں کے اخلاق درست ہوں۔ اُن کے زندگی کے تمام پہلوؤں پر نیک اثرات مرتب ہوں اور پھر خوراک وغیرہ کے ذریعہ اور دوسری امداد کے ذریعہ انسانوں کی مدد کرنا۔ یہ سارے مثبت پہلو ہیں اور منفی پہلوؤں میں یہ ہے کہ قوم کو کسی کے شر سے بچایا جائے۔ سب سے پہلے اپنے شر سے بچایا جائے۔ پھر یہی قوم جو ہے یہ وسعت اختیار کرجاتی ہے۔ تمام بنی نوع انسان اس تعلق میں داخل ہوجاتے ہیں اور تمام بنی نوع انسان کو انسان اپنے شر سے محفوظ رکھے تو یہ بھی توحید ہی کی ایک شاخ ہے۔ پھر آگے چل کر تمام جانور اس میں داخل ہوجاتے

ہیں ۔تمام ذی روح داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر منفی پہلو جو ہیں ان میں ہر چیز سے اس کا دکھ دور کرنے کی کوشش کرنا یا ایسی چیز دور کرنا جس سے کسی کو دکھ ممکن ہے اور یہ وہ پہلو ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایمان کا سب سے ادنیٰ پہلو بیان فرماتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں توحید کا سب سے ادنیٰ پہلو بھی یہ بنتا ہے کہ ایسی چیز جس سے کسی کو تکلیف پہنچنے کا دُور کا خطرہ ہو وہ بھی رستے سے ہٹا دو تاکہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔ پس اگر آپ اس حدیث کے مضمون پر غور کریں تو ساری دنیا کی امن کی تعلیم کا خلاصہ اس حدیث میں بیان فرما دیا گیا ہے۔ وہ غلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اتفاقاً رستے کا پڑا ہوا کانٹا کسی وجود کو چبھ جائے خواہ وہ انسان ہوں یا جانور ہوں وہ یہ کیسے پسند کر سکتا ہے کہ اس سے کسی دوسرے انسان کو تکلیف پہنچے اور وہ کسی کی دل آزاری کا گمان کیسے کر سکتا ہے۔ جو کانٹے کو بھی پسند نہیں کرتا جو کہیں اتفاقاً پڑا ہوا رہ گیا ہے یا رستے میں اُگ گیا ہے کہ اس سے کسی چلنے پھرنے والے ذی روح کو تکلیف پہنچ جائے وہ یہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ میں کسی کی راہ میں کانٹے بو دوں یا میرے وجود سے کسی اور وجود کو تکلیف پہنچ سکے۔ پس یہ امن کے قیام کے لیے ایک عظیم تعلیم ہے جس کا عشرِ عشیر بھی دنیا کو معلوم نہیں ہے۔ ان کے لیے یہ تصور ایسی بات ہے جیسے آسمان کی بلندیوں پر کوئی چیز اُڑ رہی ہے جس تک آپ کی کوئی نظر نہیں، کوئی اس سے تعلق نہیں، کوئی واسطہ نہیں۔ پتہ بھی لگے کہ کوئی چیز ہے تو آپ کہہ دیں کہ ہمیں اس سے کیا، دُور آسمان پر کوئی چیز بیٹھی ہوئی ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعلیمات کے بہت سے پہلو ایسے ہیں جو آج کل کی دنیا کے لیے ایسے ہی ہیں جیسے آسمان کی بلندیوں پر نظر سے دُور غائب کوئی چیز اُڑ رہی ہے اور کوئی انسان سمجھتا ہے کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمیں کیا اس سے، ہوتی پھرے مگر واقعہ یہ ہے کہ اس کائنات میں جو انسانی اخلاق کی کائنات ہے اس میں جو آسمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا کیا گیا ہے اور جو زمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا کی گئی ہے یہ وہ زمین و آسمان ہیں جن کا آپس میں گہرا رشتہ ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو آسمان پر ہو اور زمین پر اثر انداز نہ ہو۔ یہ ویسا ہی ہے جیسے سائنس کی دنیا سے یہ ثابت ہے کہ وہ دور کی باتیں جو بلیس ارب سال پہلے دنیا میں رونما ہوئی تھیں جبکہ دنیا نے اپنے آغاز کا پہلا قدم اٹھایا تھا اور پہلا سانس لیا تھا ان کا اثر آج تک دنیا پر پڑ رہا ہے اور وہ کائنات جو اپنے آخری کناروں پر مزید دُور ہٹتی چلی جا رہی ہے اس کی تاثیرات بھی دنیا پر پہنچتی ہیں اور اثر انداز ہوتی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اخلاقی تعلیم جس بلند آسمان سے تعلق رکھتی ہے اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ یہ بہت دُور کی تعلیم ہے اس کا ہم سے کیا تعلق ؟ یہ محض جاہلانہ باتیں ہیں۔ کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں جس کا کسی نہ کسی رنگ میں دوسری چیز سے تعلق نہ ہو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعلیمات کو اس تفصیل اور گہرائی کے ساتھ پڑھنا چاہیے اور یقین رکھنا چاہیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے منہ سے نکلی ہوئی ادنیٰ سی بات بھی گہرا اثر رکھتی ہے۔ پس جس چیز کو آپ ادنیٰ سمجھ رہے ہیں یعنی کانٹے کا رستے سے ہٹانا ایک ادنیٰ سی بات ہے لیکن اس میں یہ غور کرنے کی بات ہے کہ یہ مضمون ایک اور رنگ میں سوچنا چاہیے وہ رنگ یہ ہے کہ جو شخص کانٹے کی تکلیف سے بھی بنی نوع انسان کو بچانے کے لیے ایسا خواہشمند ہو کر رستہ چلتے اپنا وقت ضائع کرے جھک جائے اور اس کانٹے کو اٹھا کر دور کر دے وہ کیسے بے دین ہو سکتا ہے۔ اس سے دنیا کو کیسے بدامنی کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے پس یہ وہ انتہائی تعلیم ہے جو آپ کے تمام اعمال پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ یہ محض ایک الگ تعلیم نہیں ہے کہ صرف کانٹوں سے ہی ان لوگوں کو دشمنیاں ہیں کہ کانٹا ہٹا دیں۔ مراد یہ ہے کہ یہاں تک وہ پاک دامن لوگ ہیں اور ایسے نیک نیت لوگ ہیں کہ باقی سب باتوں میں تو ان سے امن ہی امن ہے۔ رستہ پڑے ہوئے کانٹے کی تکلیف کو بھی وہ دنیا کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پس یہ جو بظاہر ادنیٰ تعلیم ہے یہ انسان کے اعمال کی انتہائی حفاظت کرنے والی تعلیم ہے۔ اس کے تمام دوسرے ادنیٰ پہلوؤں کے اوپر یہ تعلیم نگران بن جاتی ہے۔

مؤحّد کے اوپر دوسروں کے جان ومال حرام ہوتے ہیں

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: یہ حدیث مسلم کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتیٰ یقولوا لا الٰہ الا اللہ میں بیان ہوئی ہے۔ حضرت طارق بن اَشیمؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے یہ اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور انکار کیا ان کا جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے تو اس کے جان و مال قابلِ احترام ہو جاتے ہیں اور اس کو قانونی تحفظ حاصل ہو جاتا ہے، اس کا باقی حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہی اس کی نیت کے مطابق اس کو بدلہ دے گا۔ بہرحال کلمۂ توحید پڑھنے کے بعد بندوں کی گرفت سے وہ آزاد ہے

یہ بہت ہی عظیم الشان تعلیم ہے اور اس کا اس پہلی تعلیم سے گہرا تعلق ہے۔ میں نے بیان کیا تھا کہ دراصل ایمان کے ضمن میں جو باتیں بیان ہوئی ہیں وہ توحید ہی کی مختلف شاخیں ہیں جن پر گفتگو فرمائی جا رہی ہے۔ یہاں ایمان کی بحث نہیں بلکہ خالصتہً توحید کی بحث ہے اور توحید کی تعریف یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ جو انسان توحید پر قائم ہو اس کا جان مال، اس کی عزت دوسروں پر حرام ہو جاتی ہے سوال یہ ہے کہ کیوں حرام ہو جاتی ہے۔ میں اگر موحّد ہوں تو میری عزت میری جان، میرا مال، میری زندگی کی دلچسپی کی چیزیں ان غیروں پر کیسے حرام ہو گئیں جو موحّد نہیں ہیں۔ یہ سوچنے والی بات ہے ورنہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ فضول دعویٰ ہے، بے معنی دعویٰ ہے، تم توحید پر ایمان لاتے پھرو ہم پر تمہاری جان مال کیوں حرام ہو گئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ موحد کے اوپر دوسروں کے جان و مال حرام ہوتے ہیں اس کے بغیر یہ نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا۔ حقیقی توحید پرست وہ ہے جس پر ہر دوسرے انسان کی عزت لوٹنا حرام، ہر دوسرے انسان کی جان لینا حرام، ہر دوسرے انسان کا مال کھانا حرام۔ اس کی ہر چیز کا وہ امین بن جاتا ہے اور یہی امانت کی روح ہے جو متقابل یہ تقاضا کرتی ہے کہ

ہیں جب تمہاری جان، مال، عزت، آبرو، ہر چیز کا امین بن گیا ہوں اور میری طرف سے تمہاری کسی چیز کو بھی خطرہ نہیں تو پھر تمہارا کیا حق ہے کہ تم مجھے غیر نظر سے دیکھو اور مجھے ٹیڑھی نظر سے دیکھو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بعض نتائج اخذ فرمائے ہیں ان پر اگر آپ غور کریں تو ان نتائج کی دلیل آپ کے کلام کے اندر موجود ہے۔ محض دعویٰ نہیں ہے بلکہ وہ کلام اپنے ساتھ اپنی دلیل رکھتا ہے۔ فرمایا اس کا باقی حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ ایک شخص جو یہ اقرار کرتا ہے کہ خدا ایک ہے اس کا طبعی نتیجہ یہ نکلے گا کہ بنی نوع انسان کے نزدیک اسے محترم ہو جانا چاہیے اور اس کا ایک ایسا تشخص ابھرنا چاہیے کہ جس کے نتیجہ میں سب دنیا سمجھے کہ اس پر ہمارا کوئی حق نہیں، یہ ہماری دسترس سے باہر رہنا چاہیے۔ باقی اس کی نیت میں اگر کوئی فتور ہے تو وہ معاملہ اللہ تعالیٰ پر ہے، اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ وہی اس کی نیت کے مطابق اس کو بدلہ دے گا۔ کلمہ توحید پڑھنے کے بعد بندوں کی گرفت سے وہ بہرحال آزاد ہے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ پاکستان میں عدلیہ کی ایک کاروائی میں یہ فیصلہ دیا گیا کہ احمدیوں کو کلمہ پڑھنے کا حق ایسا ہے کہ آرڈیننس ان کو اس حق سے محروم نہیں کرتا۔ اس لیے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پڑھنے کے نتیجہ میں احمدیوں کو سزا نہیں دی جائے گی۔ یعنی یہ ایک ایسا جرم ہے جو وہ کر سکتے ہیں لیکن انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اس جرم کے بعد وہ ہر پکڑ سے آزاد ہو جاتے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ غیر مبہم اعلان ہے اور ہمیشہ کے لیے یہ اعلان ہے کہ جس شخص نے کلمہ پڑھ لیا اور وہ بھی صرف کلمہ کا پہلا جزو لا الٰہ الا اللہ تو اس پر پھر تمہارا کوئی حق نہیں رہتا۔ اگر تم یہ شک کرتے ہو کہ اس نے بدنیتی سے پڑھا ہے اس لیے اس کی جان مال اور عزت کو تحفظ نہیں ملنا چاہیے تو اس کا جواب خود حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں اس کا حساب اب اللہ کے ذمہ ہے۔ اس کو جو حفاظت ملی ہے خدا کے نام پر ملی ہے۔ اس بنا پر ملی ہے کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ اس کے بعد بندوں کی دسترس سے وہ باہر ہو گیا۔ رہا یہ کہ اس نے جھوٹ نہ بولا ہو اور جھوٹ بول کر امن حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو تو فرمایا کہ اس کا بندوں سے کوئی تعلق نہیں۔ جس کے نام پر اسے محترم قرار دیا گیا ہے اس خدا کا یہ کام ہے۔ اس اللہ کا کام ہے کہ اس کے جھوٹ کی اسے سزا دے۔ جہاں تک کلمہ توحید کا تعلق ہے تو آخری نکتہ یہ بیان فرمایا کہ

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَکَفَرَ بِمَا یُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَرُمَ مَالُہٗ وَدَمُہٗ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی۔ یعنی اس کا حساب کتاب پھر بندوں کا کام نہیں ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ دل سے جھوٹ بولا تھا اور نام کسی اور کا لیا تھا۔

توحید ہی میں آزادی ہے

ایک دوسری حدیث میں جو تفسیر ابن کثیرؒ سے لی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں، یہ وہ لمبی حدیث ہے جس میں اہل نجران کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے خط کا مضمون بیان ہوا ہے نجران کے عیسائیوں کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پناہ دی تو ان کو ایک پناہ نامہ لکھ کر دیا گیا اس میں جو باتیں مذکور تھیں ان میں دو باتیں یہ بھی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اہل نجران کو جو مذہباً عیسائی تھے ایک خط لکھا جس کا ایک حصہ یہ ہے:

"اما بعد! میں تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی غلامی اور پرستش سے نکل کر خدا کی بندگی اور پرستش اختیار کرو۔"

یہ توحید کا دوسرا فیض ہے جو میں آپ کے سامنے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں۔ پہلا تو یہ ہے کہ آپ دنیا سے امن میں آجاتے ہیں ــ اگر خدائے واحد کا اقرار کرتے ہیں تو آپ کا حساب خدا پر ہے۔ بندوں کا پھر کوئی حق نہیں کہ آپ پر زیادتی کریں اور اس میں یہ بات لازم ہے کہ آپ کسی اور پر زیادتی نہ کریں یعنی توحید کے اقرار کے نتیجہ میں پھر لازماً آپ کو ایسا ہونا پڑے گا کہ آپ کی طرف سے کسی کو کوئی شر نہ پہنچے۔ پھر فرمایا کہ توحید کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی غلامی اور پرستش سے نکل کر خدا کی غلامی اور پرستش میں داخل ہو جاؤ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جو شخص صرف اللہ کو خدا بناتا ہے وہ تمام غیر اللہ کی عبادتوں سے آزاد کیا جاتا ہے۔ ہر قسم کی غلامیوں سے آزاد کیا جاتا ہے۔ اب یہ جو مضمون ہے یہ مزید توجہ چاہتا ہے کیونکہ ایک انسان دنیا کے قانون سے ویسے تو تو آزاد نہیں ہے۔ ایک انسان جو خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار کر لیتا ہے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ تمام بندوں کی غلامی اور پرستش سے آزاد ہو جاتا ہے یہ کیا معنی رکھتا ہے۔ ہم لوگ اب انگلستان میں ہیں اور انگلستان کے قانون کے پابند ہیں تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اس نصیحت میں اور قرآن کریم کی اس تعلیم میں کہ جہاں رہو وہاں اولوا الامر کی اطاعت کرو، کیا کوئی تضاد ہے؟ انسان کیسے آزاد ہوتا ہے؟ اس مضمون کو سمجھ کر انسان کے اندر روشنی کا ایک نیا سوچ ابھرتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حکومتوں کی اطاعت یا قانون کی پابندیاں دراصل غلامی نہیں ہیں غلامی وہ ذہنیت ہے جس کے نتیجہ میں انسان فیصلہ کرتے وقت خدا کو چھوڑ کر کسی اور طاقت کو پیش نظر رکھ کر فیصلے کرتا ہے۔ ایسی صورت میں انسان ہر کس و ناکس کا غلام بن جاتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو میں انشاء اللہ مزید تفصیل سے آئندہ خطبہ میں بیان کروں گا اور اس کو سمجھنے کے نتیجہ میں صحیح آزادی کی روح احمدیوں کو نصیب ہوگی اور احمدیوں کی وساطت سے تمام دنیا کو حقیقی آزادی کا پیغام ملے گا۔ توحید ہی میں آزادی ہے۔ توحید کے سوا ہر چیز غلامی ہے اور ساری دنیا غلامی میں جکڑی گئی ہے۔ اس غلامی کی زنجیروں

باقی صفحہ نمبر ۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں

دورِ حاضر کے لئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی پیغام

مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی

قبل اس کے کہ دورِ حاضر کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیادی پیغام کا ذکر کیا جائے، یہ جاننا ضروری ہے کہ انبیائے ماسبق اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی پیش خبریوں کی رو سے موجودہ زمانہ کن خصوصیات کا حامل ہے اور یہ لحظہ بلحظہ کس انجام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ زمانۂ موجودہ کے معروضی حالات اور ان کے ممکنہ انجام سے آگاہ ہوئے بغیر اس زمانہ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیادی پیغام کی اہمیت اور اس کے عملی تقاضوں سے کماحقہٗ آگاہ ہونا ممکن نہیں ہے۔

جہاں تک زمانۂ موجودہ کے معروضی حالات کا تعلق ہے وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں اور ہر کسی کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ کسی کو ان کا کماحقہٗ احساس ہے یا نہیں۔ بہرحال جن حالات سے فی زمانہ نوعِ انسانی دوچار ہے اور جن میں سے اُسے طوعًا وکرہًا گزرنا پڑ رہا ہے ان کا ادراک رکھنے والے اصحابِ علم و دانش ان حالات کے ناگزیر انجام سے بُری طرح خوف زدہ ہیں اور اس حشر کا انتظار کر رہے ہیں۔ جو جلد یا بدیر اس کرۂ ارض پر برپا ہو کر نوعِ انسانی کو ایک ہمہ گیر تباہی و بربادی سے ہمکنار کرنے والا ہے۔ اگر دیکھا اور غور کیا جائے تو خدائے واحد سے منہ موڑنے اور بعض مخلوق ہستیوں اور اشیاء کو اس کا شریک بنانے اور انہیں اپنا معبود و مسجود تسلیم کرنے کے بعد روئے زمین پر بسنے والے اس زمانہ کے انسانوں میں سے الاماشاء اللہ قریبًا ہر شخص نے ایک قدم اور آگے بڑھا کر خود اپنے نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔ ہر کوئی ہر قسم کے خدائی احکام حتّٰی کہ عام انسانی اخلاق کی حدود و قیود سے آزاد ہو کر جو جی میں آتا ہے کر گزرتا ہے۔ وہ یہ دیکھتا اور سوچتا ہی نہیں کہ اس کے اپنے اس فعل سے خود اسے اور دوسروں کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ جسے دیکھو وہ اپنی نفسانی اور سفلی خواہشات کا غلام بنا ہوا ہے۔ انفرادی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر اس وبا کے عام ہو جانے کی وجہ سے ہر سطح کا انفرادی و اجتماعی امن غارت ہو کر رہ گیا ہے۔ افراد اور اقوام کی ذہنیت یعنی احکام خداوندی سے ان کی سرکشی و خودسری، اندھی نفس پروری، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی برملا پامالی اور کمال ڈھٹائی سے ڈنکے کی چوٹ ایک دوسرے کے خلاف کیے جانے والے صریح مظالم کی فراوانی عذابِ الٰہی کو دعوت دے رہی ہے اور وہ عذاب خدائی نوشتوں کی رو سے ہوگا بھی قیامت کا نمونہ یعنی وہ ایسا ہمہ گیر اور بے نظیر ہوگا کہ بیک وقت پورے کرۂ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں اور قوموں کا بار بار ذکر کیا ہے جو اولاً توحید باری تعالیٰ کے منکر ہو کر شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پھر وہ اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر خدائے واحد و یگانہ سے بکلی برگشتہ ہو کر خود اپنے نفس کو ہی اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور اس طرح اپنی نفسانی خواہشات کے زیرِ اثر دنیا میں ظلم و تعدی کا بیج بو کر انار کی پھیلانے کا موجب بنتے ہیں اور بالآخر عذابِ الٰہی کا نشانہ بن کر بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت کا نمونہ بنے بغیر نہیں رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں اور قوموں کو کتے سے تشبیہ دی ہے جو زبان باہر نکال کر ہر وقت ہانپتا رہتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ جیسے سب کچھ ہڑپ کر جانے کے باوجود اس کی ہوس پوری ہوئی ہے اور نہ کبھی ہوگی اور یہ بہرصورت و بہرحال ہانپتا ہی جائے گا اور دوزخ کی طرح ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کا نعرہ لگاتا ہی رہے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں اور ایسی قوموں کی اس درجہ گری ہوئی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَیْنٰہُ اٰیٰتِنَا
فَانْسَلَخَ مِنْھَا فَاَتْبَعَہُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ
مِنَ الْغٰوِیْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰہُ بِھَا
وَلٰکِنَّہٗٓ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ
فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الْکَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْہِ
یَلْھَثْ اَوْ تَتْرُکْہُ یَلْھَثْ ط ذٰلِکَ مَثَلُ
الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ج فَاقْصُصِ
الْقَصَصَ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۝ (الاعراف ١٧٦/١٧٧)

مفہوم ان آیات کریمہ کا یہ ہے کہ اے رسول تو انہیں یعنی اپنے زمانے کے اور آئندہ آنے والے زمانوں کے لوگوں کی بھلائی اور بہتری کے لیے اس شخص کے حالات پڑھ کر سنا جس کو ہم نے اپنی ہستی کے نشانات دیے تھے لیکن وہ ان سے پھسل کر الگ ہو گیا۔ یعنی ہماری ہستی کا ہی انکار کر بیٹھا۔ اس کو اپنا شکار پا کر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور اس طرح شیطان کے بہکانے میں آ کر وہ بدیہی

طور پر گمراہوں میں جا شامل ہوا۔ اگر وہ ہماری عطا کردہ سمجھ بوجھ اور کھوٹے کھرے کی تمیز سے کام لیتا تو ہم اسے اپنے ان نشانوں کے ذریعہ اونچا کر دیتے لیکن وہ خود اپنی مرضی سے زمین کی طرف جا گرا اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑا۔ پس ایسے شخص کی حالت اس کتے کی حالت کی طرح ہے جسے مارنے کے لیے تو کوئی چیز اٹھائے تو بھی وہ ہانپتا رہتا ہے اور اگر تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دے تب بھی وہ ہانپتا رہتا ہے۔ یاد رکھو یہی حال اُس قوم کا ہے جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ پس تو ایسے لوگوں اور ایسی گئی گزری قوموں کے حالات انہیں سناتا رہ تاکہ وہ سوچیں اور اس طرح سمجھ سکیں کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں اور ان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔"

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں اور قوموں کے متعلق ایک اور امر پر بھی روشنی ڈالی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسی قومیں جو ہرے سے خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کر کے اور اس کی بجائے اپنی نفسانی اور سفلی خواہشات کو اپنا معبود بنا کر کتے کی سی خاصیت اختیار کر لیتی ہیں وہ ساتھ ہی اگلے جہان کی بھی منکر ہو بیٹھتی ہیں اور علی الاعلان کہنے لگتی ہیں کہ اس دنیوی زندگی کے بعد کسی اور زندگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لیے حساب کتاب اور جواب طلبی و جوابدہی کے خوف سے آزاد ہو کر اس زندگی میں جتنا عیش کر سکتے ہو کرو اور عیش کوشی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو اور اپنی عیش پرستی کی خاطر اگر دوسروں پر ظلم ڈھانا پڑتا ہے تو اس سے بھی دریغ نہ کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے اس انتہائی پست ذہنیت اور اس ظالمانہ خصلت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ
اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ
وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ
بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَا هِيَ
اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا
يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ
مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ (الجاثیۃ ۲۴/۲۵)

مفہوم ان آیات کا یہ ہے کہ اے مخاطب! کیا تو نے اس شخص کی حالت پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا لیا ہے یعنی جو کچھ اس کا نفس اسے ترغیب دیتا ہے وہ خواہ کتنا ہی بڑا گناہ اور کیسا ہی کھلا ظلم کیوں نہ ہو وہ اسے کر گزرتا ہے لہٰذا اللہ نے اسے اپنے علم کامل کی بناء پر گمراہ قرار دیا ہے اور وہ گمراہی میں اس قدر آگے جا چکا ہے کہ اللہ نے اس کے کرتوتوں کی وجہ سے اس کے کانوں اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ سو اب اللہ کے اس فعل کے بعد اسے کون ہدایت دے سکے گا؟ تم کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ گمراہی میں ان کے اس درجہ آگے بڑھ جانے کا ایک سبب یہ ہے کہ انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہی ورلی زندگی ہمارے لیے مقدر ہے۔ اسی زندگی کو گزارتے ہوئے ہم مریں گے اور اسی کا لطف اٹھاتے ہوئے ہم زندہ رہیں گے اور زمانہ ہی ہمیں اپنے اثر سے ہلاک کرتا ہے یعنی اس زندگی کے بعد کوئی اور زندگی نہیں ہے کہ جس میں ہمیں اپنے کرتوتوں کا جواب دہ ہونا پڑے۔ ایسے لوگ یکسر اندھیرے میں ہیں اور اصل حقیقت سے نابلد ہیں۔ وہ صرف ڈھکو نسلے مار رہے ہیں۔

اگر ہم کرۂ ارض پر نظر دوڑائیں اور اس پر فی الوقت آباد قوموں کے حالات کا جائزہ لیں تو استثناء کا درجہ رکھنے والی اقلیت کے سوا دنیا کی اکثر و بیشتر اقوام اور ان کے افراد کا بعینہٖ وہی حال ہے جس کا مذکورہ بالا آیاتِ قرآنی میں ذکر کیا گیا ہے۔ بنی نوعِ انسان بالعموم خدا تعالیٰ کی ہستی کے منکر ہو کر دہریت کی رَو میں بہے چلے جا رہے ہیں۔ پہلے مغربی اقوام توحید باری کا انکار کر کے تثلیث کے گورکھ دھندے میں الجھی رہیں اور دوسروں کو بھی اسی گرداب میں پھنسانے کی بھاگ دوڑ میں لگی رہیں۔ اس شرک کے لازمی نتیجہ کے طور پر اب انہوں نے اپنے اپنے نفوس کو خدا کا درجہ دے چھوڑا ہے اور ہر کوئی اپنے اس مصنوعی خدا کی پرستش میں لگا ہوا ہے۔ ہر ایک کا مطمحِ نظر ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اپنی بے لگام خواہشات کو پورا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے۔ یہ مرض انفرادی اور اجتماعی ہر دو صورتوں میں اقوامِ عالم میں سرایت کر چکا ہے۔ نفس پرستی کے اس مرض کی وجہ سے ہر کسی میں آخرت، حساب کتاب اور جواب طلبی و جواب دہی کا احساس سرے سے مٹ گیا ہے۔ طاقتور قومیں کمزور قوموں پر، طاقتور طبقے کمزور طبقوں پر اور طاقتور افراد کمزور افراد پر ظلم کرنے اور بے محابا کرتے چلے جانے میں قطعاً کوئی عار محسوس نہیں کر رہے ہیں۔ ہر طرف ظلم کی گرم بازاری ہے۔ جدھر دیکھو معصیت جنگل کی آگ کی طرح پھیل رہی ہے اور انسانوں کی انسانیت کو بھسم کرتی چلی جا رہی ہے۔ انسانوں نے جنگلی جانوروں اور درندوں کا روپ دھار لیا ہے۔ قرآنی محاورے کے مطابق سب ہی اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ تعزیری قوانین موجود ہونے کے باوجود ہر طرف قتل و غارت گری کا سلسلہ جاری ہے۔ رہے لوٹ کھسوٹ، چوری چکاری، راہزنی، اغواء اور عصمت دری اور آبرو ریزی کے واقعات، سو وہ قوموں اور افراد کی زندگیوں میں روزمرّہ کا معمول بنے ہوئے ہیں۔ خاندانی نظام اور پر امن و باعزت معاشرتی زندگی کا تانا بانا بکھر گیا ہے اور بین الاقوامی امن کا تو ایسا جنازہ نکلا ہے کہ علاقائی جنگوں کی بھرمار کی وجہ سے نوعِ انسانی رفتہ رفتہ ایک اور ہولناک عالمگیر تباہی کی طرف بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ظلم و تعدی اور معصیت نوازی کی بھرمار دیکھ کر امریکہ کے ایک مشہور عیسائی مناد کی بیوی مسز بلی گراہم نے چند سال پیشتر اپنے ایک مضمون میں جو کرسچین ڈائجسٹ" میں شائع ہوا تھا ایک عجیب و غریب فقرہ لکھ ڈالا تھا انہوں نے لکھا کہ گناہوں کے ارتکاب میں انسانوں کی دیدہ دلیری اور بے حیائی و بے حمیتی اس قدر بڑھ چکی ہے اور دنیا پاپ سے اس قدر بھر چکی ہے کہ اگر خدا نے اس زمانے کے بنی نوعِ انسان پر کوئی ہولناک عذاب نازل نہ کیا تو اسے (نعوذ باللہ) سدوم اور

عمورہ کی بستیوں سے معذرت کرنا پڑے گی جنہیں ازمنۂ گزشتہ میں اس نے اس سے کمتر گناہوں کی پاداش میں صفحۂ ہستی سے نابود کر کے رکھ دیا تھا۔ اس میں شک نہیں مسز بلیتی گرہم کا یہ اظہارِ خیال ایک گونہ گستاخی کا آئینہ دار ہے لیکن اس سے ان کے دل کا یہ خوف عیاں ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ آج نوعِ انسانی ظلم و عدوان اور گناہوں کی بے اندازہ کثرت کی وجہ سے ایک انتہائی ہولناک عالمگیر عذاب کی مستحق بن چکی ہے اور ایسا عذاب اب آیا ہی چاہتا ہے۔ اگر آج نہیں تو کل ضرور آ کر رہے گا۔

یہ ہولناک صورتِ حال اس امر کے باوجود پیدا ہوئی ہے کہ دنیا کی جملہ اقوام عملاً دہریت کی رَو میں بہنے، کھلے عام اِباحتی زندگی گزارنے اور ظلم و تعدی کی راہ پر گامزن ہونے کے باوجود برائے نام ہی سہی اپنے آپ کو کسی نہ کسی مذہب کی طرف منسوب کرنے کے عادی ہیں۔ یہودیت، عیسائیت، ہندو دھرم، بدھ مت اور اسلام کے ماننے والے اور اپنے آپ کو کسی نہ کسی مذہب کی طرف منسوب کرنے والے آج بھی دنیا میں موجود ہیں لیکن چند مستثنیات کے سوا بالعموم کوئی نہیں جو خود اپنے مذہب کی تعلیم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو۔ سکہ اگر چلتا ہے تو صرف نفسانی خواہشات اور ان کی بے محابا پرستش کا۔ اس ضمن میں یہ بات خاص طور پر نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ مذہب اور اپنے خالق و مالک سے عملی بغاوت کی یہ وبا پچھلی دو صدیوں کے دوران مغرب کی عیسائی قوموں کی بے اندازہ سائنسی ترقی اور سیاسی تفوّق و بالادستی کی وجہ سے انہی کے ذریعہ ساری دنیا میں پھیلی ہے۔ ابتداً مغرب کی عیسائی قوموں نے اپنے سیاسی غلبہ و استیلاء کی آڑ میں مشرقی اقوام کو مروجہ عیسائیت کے غیر فطری عقائد یعنی تثلیث، موروثی گناہ اور کفارہ وغیرہ کا گرویدہ بنانے اور عیسائیت کے دائرے میں لانے کی کوشش کی لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی تقدیر خاص کو بروئے کار لاکر اور اپنے وعدے کے بموجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر ان کی اِن تمام کوششوں پر پانی پھیر کر رکھ دیا دوسروں کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنانا تو کجا وہ خود دولت کی ریل پیل اور کفارہ کے باطل عقیدے کی وجہ سے اباحتی زندگی کی طرف مائل ہوتے چلے گئے اور قرآنی الفاظ کے بموجب اپنی نفسانی خواہشات کو خدا کا درجہ دے کر لگے کتے کی طرح ہمہ وقت ہانپنے۔ اگر دیکھا جائے تو بکثرت کتے پالنے اور انہیں انسانوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھنے کا رواج بھی موجودہ مغربی اقوام کی اس باطنی خاصیت کا ہی آئینہ دار ہے۔ عالمی سطح پر دہریت اور اِباحتی زندگی کا سیلاب انہی کی وجہ سے دنیا میں پھیلا ہے اور آج انسانیت اسی سیلاب بلاخیز کی زد میں آئی ہوئی ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ مذہب یعنی دینِ اسلام کی طرف منسوب ہونے اور اس نسبت پر فخر کرنے والے مسلمان بھی اس سے بچ نہیں سکے ہیں۔ انہوں نے بھی بظاہر اسلام! اسلام پکارنے کے باوجود مغرب کی دہریہ اقوام کی تقلید میں نفسانی اور سفلی خواہشات کو اپنا خدا بنا لیا ہے، یہاں تک کہ کمالِ بے خوفی سے حدود اللہ کی خلاف ورزی اور گناہوں کا ارتکاب ان کا شیوہ بنا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں مسلمانوں کے یہود کے نقشِ قدم پر چلنے اور عملاً دین سے انحراف اختیار کرنے کی پہلے ہی خبر دے دی تھی۔ آنحضورؐ نے یہاں تک فرمایا تھا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے ساتھ وابستگی محض رسم کے طور پر رہ جائے گی۔ اور یہ کہ میری امت کا فساد و بگاڑ اس حد تک بڑھ جائے گا کہ مسلمان کہلانے والوں کے علماء زمین پر موجود بدترین مخلوق کہلانے کے مستحق ہوں گے۔ اس سال جون کے مہینے میں مسلمانوں کے نامور فلسفی اور شاعر علامہ اقبال کے فرزند جسٹس جاوید اقبال جرمنی آئے تھے۔ ہائیڈل برگ میں بعض پاکستانیوں نے ان سے تفصیلی ملاقات کی، ان میں میں بھی شامل تھا۔ انہوں نے جو گفتگو فرمائی وہ ساتھ کیساتھ ٹیپ ہو رہی تھی۔ اس ٹیپ کی ایک کاپی میرے پاس بھی محفوظ ہے۔ دورانِ گفتگو انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمان اور خاص طور پر عرب مسلمان اسلام سے اتنے دور جا چکے ہیں کہ یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ قبل از اسلام کے دورِ جاہلیت کی طرف واپس لوٹ چکے ہیں، ان کی رجعت پسندی دورِ جاہلیت کی طرف واپسی کی آئینہ دار ہے۔ الغرض اس وقت دنیا کی حالت پر قرآن مجید کی یہ آیت سو فیصد صادق آ رہی ہے کہ:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (الروم آیت ۴۲)

یعنی اس زمانہ میں لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے کیا خشکی اور کیا تری ہر جگہ فساد برپا ہو گیا ہے۔ لہٰذا خدا لوگوں کو ان کے ایسے اعمال کے ایک حصّہ کی سزا اسی دنیا میں دے گا یعنی انہیں عذاب کا نشانہ بنائے گا تاکہ وہ اپنی نافرمانی سے لوٹ آئیں۔

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی غرض کے لیے مبعوث فرمایا ہے کہ آپ بنی نوعِ انسان کو ہدایت کی طرف بلائیں اور انہیں دینِ واحد پر جمع کر کے خدا تعالیٰ سے ان کا زندہ تعلق قائم کر دکھائیں اور اس طرح انہیں خدا تعالیٰ کی امان میں لا کر آنے والے عذابوں سے محفوظ کر دیں۔

آج دنیا جن رُوح فرسا حالات سے دوچار ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے آخری زمانہ میں رونما ہونے کی پہلے ہی خبر دے دی تھی۔ چنانچہ احادیث نبویہ میں قیامت برپا ہونے سے پہلے دجال کے خروج اور یاجوج ماجوج کے عروج اور اس کے نتیجہ میں سر اٹھانے والے ہولناک فتنوں کے ضمن میں جن عجیب و غریب واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے وہ آجکل کے حالات سے پوری مطابقت رکھتے ہیں۔ ان احادیث میں جس قیامت کے برپا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد وہ قیامت صغریٰ ہے جو آخری زمانہ میں دجّالی قوموں اور ان کی نقّالی کرنے والوں کی بداعمالیوں، نفس پرستیوں اور عیش کوشیوں کی وجہ سے عذابِ الٰہی کی شکل میں برپا ہونے والی تھی۔ چنانچہ قرآن مجید اور احادیث میں آخری زمانہ میں نازل ہونے والے عذابوں کے ضمن میں ایک ہولناک آگ رونما ہونے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ کوئی عجب نہیں کہ اس سے ایٹمی تباہی کی طرف اشارہ مقصود

ہو جس کے خوف نے آج پوری نوعِ انسانی کو لرزہ براندام کر رکھا ہے چونکہ یہ صورتِ حال فی الاصل خدا سے روگردانی اور بغاوت اختیار کرنے اور اس کی وراءالوراء ذات اور لامحدود صفات کا انکار کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے لہٰذا دورِ حاضر کے بنی نوع انسان کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی پیغام ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ قرآنی الفاظ میں یہ ہے :

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (الذٰریٰت : ۵۱، ۵۲)

دورِ حاضر کے روح فرسا حالات اور ان کے ہولناک انجام کے پیشِ نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی یہ قرآنی آیات فی الحقیقت آنحضور کی طرف سے اس بنیادی پیغام پر مشتمل ہیں کہ :—

اے آخری زمانہ کے بنی نوع انسان ! اللہ کی طرف دوڑ کر واپس آؤ۔ بصورتِ دیگر میں تمہیں اللہ ہی کی طرف سے آنے والے عذاب سے کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اور اے سرکش و باغی انسانو ! تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بناؤ، نہ عیسٰی بن مریم کو اور نہ اپنی نفسانی خواہشات کو۔ میں آنے والے عذاب کے متعلق خدا کی طرف سے کھلا کھلا ہوشیار کرنے والا ہوں۔ سو ہوشیار اور چوکنے ہو جاؤ اور دوڑتے ہوئے خدا کی طرف واپس لوٹ آؤ۔ جلدی کرو ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں پکڑے جاؤ۔

لیکن سورۃ الجاثیہ کی آیت فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ کی رو سے خدا تعالیٰ کی تقدیرِ خاص کے سوا کوئی دنیوی تدبیر انہیں خدا کی طرف واپس نہیں لا سکتی۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے انسانوں کو یہ خوشخبری دی کہ خدا تمہیں دوبارہ راہِ ہدایت کی طرف لانے اور تمہارا رخ خدا کی طرف موڑنے کے لیے مسیح محمدی کو دنیا میں مبعوث کرے گا جو میرا ہی روحانی فرزند اور شاگرد ہوگا۔ جو بھی اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے گا وہ اس کا رُخ خدا کی طرف پھیر دے گا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے خدا کی طرف بے تحاشہ دوڑنا شروع کر دے گا اور اس طرح خدائی عذاب سے محفوظ ہو جائے گا۔ اسی لیے آنحضور صلعم نے تاکید فرمائی کہ اگر تمہیں برف پر گھٹنوں کے بَل چل کر جانا پڑے تو بھی مسیح محمدی کے پاس پہنچو۔ اس تک میرا اسلام پہنچاؤ اور اس کی آواز پر لبیک کہو وہ تمہیں خدا تک پہنچا دے گا اور اس طرح تم اس کا دامن پکڑ کر حصارِ عافیت میں داخل ہو جاؤ گے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام کی رو سے دورِ حاضر کے تمام بنی نوعِ انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ مسیح محمدی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دوڑ کر خدائے واحد و یگانہ کی طرف واپس لوٹیں۔ حضرت بانی ٔسلسلۂ عالیہ احمدیہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بموجب مسیح موعود کی حیثیت سے مبعوث فرمایا ہے ایک دنیا کو مخاطب کر کے یہ اعلان فرما چکے ہیں کہ :

"میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں کمزور ہو گئی ہیں اور عالمِ آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتلا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ بھروسہ اس کو دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالمِ آخرت پر نہیں .... سو میں بھیجا گیا ہوں کہ سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے۔"

(کتاب البریہ صد ۲۹۳، ۲۹۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساتھ ہی خبردار بھی فرمایا ہے کہ اگر دورِ حاضر کے بنی نوع انسان آپ کی آواز پر لبیک کہہ کر خدا کی طرف نہیں آئیں گے تو وہ اس خدائی عذاب سے نہیں بچ سکیں گے جس کی خبر آپ کے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی دے چکے ہیں۔ آپ نے سرکشی اور بغاوت سے باز نہ آنے کی صورت میں بیک وقت پورے کرۂ ارض پر آنے والی انتہائی ہولناک تباہی سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا :

"اے یورپ تُو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تُو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خُدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد و یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کیے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خُدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی صد ۲۶۹)

پس خلاصۂ کلام یہی ہے کہ دورِ حاضر کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیادی پیغام کی رُو سے اِس زمانے کے بنی نوع انسان کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی تمرّد و سرکشی، انکارِ ہستیٔ باری تعالیٰ اور اعمالِ سیئہ کی گرم بازاری سے باز آ کر مسیح محمدی علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہو کر خدا کی طرف واپس لوٹنے میں جلدی کریں، وہ دوڑتے ہُوئے اس کی طرف آئیں ورنہ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ کی رُو سے انہیں بہت ہولناک تباہی سے دوچار ہونے کے بعد اس کی

طرف واپس آنا ہوگا۔ بالآخر توحید خالص کی طرف ان کا واپس آنا خدا نے مقدر کر رکھا ہے۔ وہ خدائی انذار کا نشانہ بننے کے بعد آتے ہیں یا نشانہ بننے سے پہلے ہی لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند کرتے ہوئے کھنچے چلے آتے ہیں یہ خود ان کی اپنی صوابدید پر منحصر ہے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بالآخر اپنے خالق و مالک کی طرف واپس ہی نہ آئیں۔ وہ آئیں گے یا انہیں آنا پڑے گا اور بہر صورت و بہرحال جب وہ آئیں گے تو اس کی توحید خالص کا اقرار کر کے بے اختیار اس کی حمد کے ترانے گائیں گے اور ساتھ ہی توحیدِ حقیقی کا درس دینے والے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر کے اس پاک محمد مصطفےٰؐ پر والہانہ درود بھیجنے کی دائمی سعادت سے بہرہ ور ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مہتم بالشان الہامی بشارت کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ کے روحانی فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دلائی ہے کہ اس نے کرۂ ارض پر اس انقلابِ عظیم کا برپا کرنا مقدر کر رکھا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس قادر مطلق کی اس تقدیر کو بروئے کار آنے سے روک نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی تحدی کے ساتھ جن پُرجلال و پُرشوکت الہامی الفاظ میں اس انقلابِ عظیم کے رونما ہونے کا ذکر فرمایا ہے میں اثر و جذب میں ڈوبے ہوئے ان پُرشوکت الفاظ پر ہی اپنی ان معروضات کو ختم کرتا ہوں آپؑ فرماتے ہیں :

"میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا آقا قادر و توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کیے جائیں گے .... اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو تسلیم کر لیتی تھیں' نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد میں اس توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور جو نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا"

(اشتہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

عظیم الشان فتوحات کے دروازے

خدا تعالیٰ کے فضل سے عالمی بیعت کے سال ۱۹۹۳ء میں اسلام کے عالمگیر غلبہ اور عظیم الشان فتوحات کے جس سلسلہ کا آغاز ہؤا تھا۔ اٹھارویں جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر اس کا ایک نظارہ جرمنی میں بھی بڑی شان کے ساتھ ظاہر ہوا اور عالمی بیعت کی برکت سے خدا تعالےٰ نے جماعتِ احمدیہ جرمنی کو کثیر تعداد میں شیریں پھلوں سے نوازا۔

جلسہ سالانہ جرمنی سے ایک ماہ قبل جماعت احمدیہ جرمنی کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک ہزار بیعتوں کا ٹارگٹ دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس مختصر وقت میں جماعت جرمنی نے دعائیں کرتے ہوئے اپنی مساعی کا آغاز کیا اور مکرم مشہود الحق صاحب امیر جماعت احمدیہ سویڈن اور سویڈش بوسنین احمدی خاتون محترمہ سابینا صاحبہ کو جرمنی کے دورہ کی دعوت دی گئی۔ نیز ٹارگٹ کو حاصل کرنے کی غرض سے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں بھی دعا کے لئے درخواست کی گئی چنانچہ حضور اقدس نے قدم قدم پر راہنمائی بھی فرمائی اور جماعت جرمنی کو دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا

"اللہ تعالےٰ آپ کے ان تبلیغی پروگراموں میں بہت برکت ڈالے اور عظیم الشان کامیابیوں سے نوازے اور ایک ہزار سے بہت بڑھ کر عطا فرمائے دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھیں صدقات بھی دیں اور اپنی پرخلوص محنت خدا کے حضور پیش کریں اللہ تعالےٰ آپ کی توفیق اور توقعات سے بڑھ کر عطا فرمائے اور عظیم الشان فتوحات کے دروازے آپ کے لئے کھلیں"

پھر ایک خط میں تحریر فرمایا۔

"یہ بیعتیں انشاء اللہ العزیز موسلا دھار بارش کے پہلے چھینٹے ثابت ہوں گی اور اب یہ سلسلہ لامتناہی ہو گا۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو"

چنانچہ حضور اقدس کی دعاؤں کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کے افضال نازل ہونا شروع ہوئے اور جلسہ سالانہ جرمنی کے دوسرے روز ہونے والی تقریب بیعت میں مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے ۱۴۹۶ افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے بیعت کی یہ تقریب "ڈش انٹینا کے ذریعہ دنیا بھر میں ٹیلی کاسٹ کی گئی یہ محض خدا تعالیٰ ہی کا فضل و احسان ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ خدا تعالےٰ جماعت احمدیہ جرمنی کو دعوت الی اللہ کے میدان میں ثابت قدمی کے ساتھ آگے سے آگے بڑھاتا چلا جائے اور نومبائعین سے متعلق ہمیں اپنی ذمہ داریاں احسن طور پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ——— آمین

مقصود الحق ——— نیشنل سیکرٹری تبلیغ

بقیہ — خطبہ جمعہ

کو کیسے توڑا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بیان فرمایا اور اب چونکہ وقت ہو چکا ہے اس لیے آئندہ خطبہ سے میں اس مضمون سے متعلق مزید باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا ———

"ناصر باغ" گروس گیراؤ میں

جماعت احمدیہ جرمنی کے عظیم الشّان اور دینی و روحانی روایات کے حامل

اٹھارہویں سالانہ جلسہ کا کامیاب انعقاد

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور اور ولولہ انگیز خطابات، مجالس عرفان کا انعقاد

۱۸ ہزار ۵ سو فدائین احمدیت کی شرکت ۱۳ ممالک سے نمائندگان کی آمد ۱۰۰۰ سے زائد زیر تبلیغ

مہمانان کے ساتھ خصوصی نشست کا انعقاد، عالمی بیعت کی تقریب، مختلف قومیّتوں کے ۱۴۹۶ افراد کا قبول حق

سٹلائیٹ کے ذریعہ حضور انور کے خطابات اور عالمی بیعت کی تقریب دُنیا بھر میں ٹیلی کاسٹ کی گئی

★ بوسنیا کے مہاجرین کے لئے ۳ ٹن کپڑے ارسال کئے گئے ★ گیارہ رفاہی اداروں کو ایک لاکھ مارک کے چیک پیش کئے گئے

★ ۸۶۷ احمدی احباب و خواتین کا خون کا عطیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا اٹھارہواں جلسہ سالانہ اپنے مخصوص دینی و روحانی ماحول میں مؤرخہ ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ستمبر ۱۹۹۳ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ناصر باغ میں نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بطور خاص انگلستان سے تشریف لاکر جلسہ کو برکت بخشی اور سامعین کو اپنے روح پرور اور ولولہ انگیز خطابات سے نوازا۔

جلسہ سالانہ کی غیر معمولی حاضری

امسال جلسہ سالانہ میں شعبہ رجسٹریشن کے مطابق اٹھارہ ہزار پانچ سو احباب و خواتین نے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ مزید برآں جن ممالک کے احباب و خواتین خصوصی طور پر یہاں تشریف لاکر جلسہ میں شامل ہوئے ان میں انگلستان، ہالینڈ، فرانس، سوئٹزرلینڈ، سپین، سویڈن، ناروے، کینیڈا، امریکہ، بنگلہ دیش، پاکستان اور بوسنیا شامل ہیں۔

تقریب عالمی بیعت

جرمنی کے اٹھارویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز عالمی بیعت کے موقع پر ۱۴۹۶ افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ ان میں یورپ کے ممالک کے ۱۳۲۹، بنگلہ دیش کے ۳۵، لبنان مراکش کے پانچ، صومالیہ کے ۲، الجزائر و مصر کے ۲۰، زائر کے ۱۳، ٹوگو کے ۴۷، عرب فلسطین کے ۱۶، اور افریقہ کے مختلف ممالک کے ۲۰ بیعت کنندگان شامل تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اس موقعہ پر فرمایا کہ میرے دل میں خواہش تھی کہ اللہ تعالےٰ جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر اتنے افراد کو بیعت کرنے کی توفیق بخشے کہ ہر صدی کے سو افراد مکمّل ہو جائیں سو الحمد للہ کہ آج پندرہ صد احباب کو بیعت کی توفیق مل رہی ہے

الفاظِ بیعت حضورِ انور نے انگریزی اور اُردو زبان میں دُہرائے جن کا ساتھ کے ساتھ مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔

سب سے پہلے تین برّاعظموں ایشیا، یورپ اور افریقہ کے تین نمائندے حضور انور کے دستِ مبارک میں اپنے ہاتھ دیئے ہوئے تھے اور پھر اُن کے پیچھے تمام بیعت کُنندگان کا جسمانی رابطہ ایک دوسرے سے رہا۔ الفاظِ بیعت دُہرانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ نے پُرسوز اجتماعی دعا کرائی۔ جس میں موقع پر موجود بیعت کُنندگان کے علاوہ ڈِش انٹینا کے ذریعہ اس تقریب کو دیکھنے والے دنیا بھر میں لاکھوں احمدی شریک ہوئے۔

بیعت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ نے نو مبائعین سے ملاقات کی اور انہیں مبارک باد دی۔ ع

یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

جلسہ سالانہ کی تفصیلی رپورٹ انشاء اللہ العزیز اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

سالِ بہبودِ انسانیت

جلسہ سالانہ جرمنی ۱۹۹۳ء کے موقع پر ڈیوٹی میں مصروف کارکنان

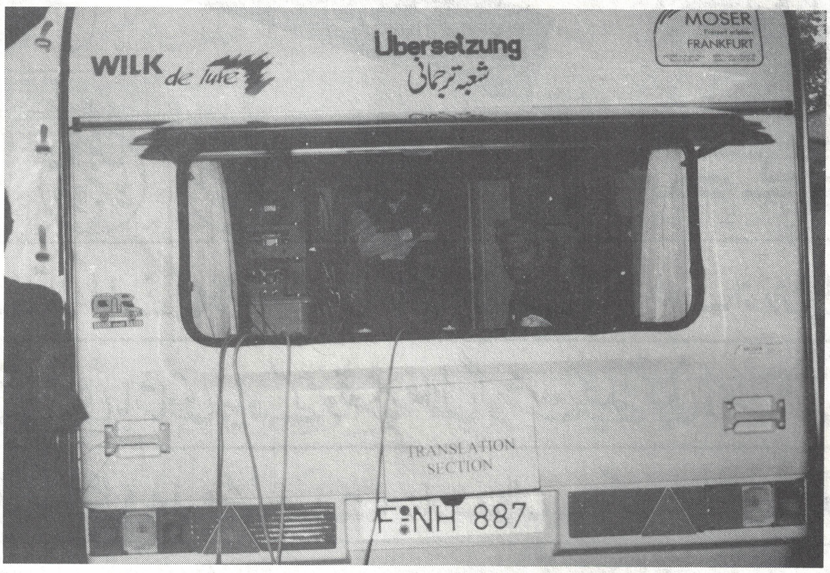

باوقار لوگ ہمیشہ بھٹی انٹرپرائزز کو ترجیح دیتے ہیں

آخر کیوں؟

اس لئے کہ ہم ہمیشہ ہمہ وقت اور ہمہ تن آپ کو بہترین کوالٹی پیش کرنے کیلئے کوشاں رہتے ہیں

اصل چیز کوالٹی ہی تو ہوتی ہے

ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں

تازہ مچھلی ۔ تازہ سبزیاں ۔ مٹھائیاں ۔ چاٹ ۔ چٹنیاں ۔ اس کے علاوہ

پکے پکائے تازہ کھانے بھی دستیاب ہیں، انشاءاللہ آپ کھا کر لطف اندوز ہوں گے
یقیناً آپ کسی پارٹی یا شادی بیاہ کے موقعہ پر حلال گوشت کیلئے کوئی دُکان تلاش کرتے
ہوں گے گھبرائیے مت ہمارے ہاں سے آپ ہول سیل قیمتوں پر
حلال گوشت بھی حاصل کر سکتے ہیں، جی ہاں! ہر قسم کے ڈائجسٹ اور رسالے
آرڈر دے کر گھر بیٹھے منگوائیں اور ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں

ہمارا نصب العین

پاکیزہ ماحول ۔ کم منافع ۔ اونچا معیار

Bhatti Enterprises

Heiligkreuzgasse 16, 60313 Frankfurt
Tel. (0 69) 28 14 44, Fax (0 69) 28 39 62

قرآن کریم کے دو لفظ

اور

زمانۂ حال کی ایجاداتِ نَو

از: مولانا ظفر محمد صاحب ظفر مرحوم

عربی زبان چونکہ الہامی زبان ہے اس لئے اس میں دوسری زبانوں کے مقابلہ میں بعض ایسی خوبیاں پائی جاتی ہیں جو اسی کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس کے الفاظ اپنے معنی پر آپ دلالت کرتے ہیں اور اس کے اسماء اپنے مسمات کی وجہ تسمیہ پر خود روشنی ڈالتے ہیں اور یہ خوبی وہ ہے جس کو قرآن کریم نے بھی عربی مبیّن کے الفاظ سے ظاہر فرمایا ہے۔ سو عربی زبان کی اس خوبی کی بناء پر قرآن کریم کے دو لفظوں رَفْرَف اور ھُدْ ھُدْ کی حقیقت پیشِ خدمت ہے۔

لیکن ان الفاظ کی لغوی تحقیق سے پہلے دو باتوں کا سمجھنا ضروری ہے۔

◉ اوّل یہ کہ قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام کے جس قدر واقعات بیان کئے گئے ہیں ان کی حیثیت صرف تاریخی قصّوں اور کہانیوں کی نہیں ہے اور نہ ہی وہ صرف ماضی کے واقعات ہیں بلکہ وہ پیشگوئیاں ہیں جن کا تعلق اُمّتِ محمدیہ اور دُشمنانِ اسلام کے مستقبل کے ساتھ ہے اور مستقبل کی ضرورت کے مطابق سابقہ انبیاء کے احوال کو الگ الگ موقع پر بیان کیا گیا ہے ◉ دوم یہ کہ قرآن کریم میں جزا و سزا، ثواب و عقاب، حشر و نشر اور جنت و جہنم کے متعلق جس قدر آیات آئی ہیں اُن سب کا ادنیٰ نمونہ پہلے اس دنیا میں دکھایا جاتا ہے تاکہ وہ نمونہ بعد موت کے احوال کے ایک زندہ گواہ کا کام دے سکے۔ اسی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ

> جنت کی انہار صرف اگلے جہان سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ دریائے نیل، دریائے فرات، دریائے جیحون اور دریائے سیحون بھی انہارِ جنت میں سے ہیں۔
>
> (المسلم باب الجنة)

● ان دو حقیقتوں کی وضاحت کے بعد لفظ رَفْرَف اور ھُدْ ھُدْ کی حقیقت از روئے لُغت پیشِ خدمت ہے۔ منجد میں لکھا ہے۔

رَفْرَفَ الطَّائِرُ بَسَطَ جَنَاحَيْهِ وَحَرَّكَهُمَا

یعنی پرندہ جب پر پھیلا کر اُنہیں ہلاتے ہوئے دوڑے تو عربی زبان میں اس کیفیت کو رَفْرَفَ الطَّائِرُ کے الفاظ سے ادا کرتے ہیں۔ گویا رَفْرَفَ الطَّائِرُ کے معنی ہیں، پرندے نے اپنے پروں کو پھڑپھڑایا اور رَفْرَفَ الشَّيْئُ صَاتَ یعنی اگر کوئی شے آواز نکالے تو اُسے بھی رَفْرَفَ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی لکھا ہے الرَّفْرَافُ طَائِرٌ يُسَمُّوْنَهٗ خَاطِفُ ظِلِّهٖ یعنی رَفْراف ایک ایسے تیز پرندے کا نام ہے جس کا دوسرا نام خَاطِفُ ظِلِّهٖ بھی ہے۔ یعنی اتنا تیز پرواز کہ نگاہ اُس کے سائے کا تعاقب نہ کر سکے۔ ایسے ہی لکھا ہے الرَّفْرَافُ الظَّلِيْمُ لِاَنَّهٗ يُرَفِّفُ بِجَنَاحَيْهِ ثُمَّ يَعْدُوْ یعنی شترمرغ کو بھی رَفْراف کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں پَر مارتا ہوا دوڑتا ہے۔ پھر لکھا ہے اَلرَّفْرَفُ شِبْهُ الطَّاقِ عَلَيْهَا طَرَائِفُ الْبَيْتِ یعنی وہ تختے یا پڑچھتیاں جن پر گھر کا قیمتی سامان رکھا جاتا ہے انہیں بھی عربی زبان میں رَفْرَف کہا جاتا ہے۔ پھر اقرب میں لکھا ہے۔ ذَاتُ الرَّفِيْفِ سُفُنٌ تُنْضَدُ سَفِيْنَتَانِ اَوْ ثَلَاثٍ یعنی وہ شاہی کشتیاں جو منزلہ یا سہ منزلہ ہوں عربی میں ذات الرفیف کہلاتی ہیں۔

پھر اقرب اور منجد میں لکھا ہے کہ الرَّفْرَفُ: اَلْفِرَاشُ الْبَسِيْطُ، اَلْوِسَادَةُ یعنی بچھونے، سرہانے کو رفرف اور اُس تکیہ کو رَفرَف کہتے ہیں جو مسند کا کام دے۔

اب ان تمام معنوں کے پیشِ نظر غور فرمایئے کہ قرآن کریم کے ان الفاظ میں کہ مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ یعنی یہ کہ جنت میں مومنوں کو رفرفیں عطا کی جائیں گی۔ جن کا رنگ سبز ہو گا اور بناوٹ کے اعتبار سے محیّر العقول ہوں گی اور صورت کے لحاظ سے نہایت حسین ہوں گی۔

ظاہر ہے کہ اگر رَفرَف کے جملہ مفاہیم کو پیشِ نظر رکھا جائے تو رَفرَف کا نمونہ دورِ حاضر کی برق رفتار سواریاں ہیں جو اپنی بناوٹ کے اعتبار سے حسین و جمیل ہیں اور جب دوڑتی یا اڑتی ہیں تو پھڑپھڑاہٹ کی آواز پیدا کرتی ہیں اور پھر ان میں بعض سواریاں ایسی بھی ہیں جن میں نہایت آرام دہ تکیے لگے ہوئے ہیں اور صرف تکیے ہی نہیں بلکہ اگر لیٹنا چاہیں تو نرم نرم بچھونے بھی موجود ہیں اور اگر سامان رکھنا چاہیں تو تختے اور پڑچھتیاں موجود ہیں اور اگر شہروں کے اندر جانا چاہیں تو دو منزلی لوکل بسیں موجود ہیں اور اگر فضائی سفر کرنا چاہیں تو خاطف ظلہ یعنی جن کے سایہ کا نگاہ تعاقب نہ کر سکے۔ برق رفتار طیور یعنی طیارے موجود ہیں۔

سو یہ علیم و خبیر خدا ہی کی شان ہے کہ جس نے ایک رَفرَف کے لفظ میں تمام سواریوں کا نقشہ پیش فرما دیا ہے۔ اس موقعہ پر یہ عمل قابلِ وضاحت

ہے کہ یہ رَفرَف اس دنیا کی ہے اور یہ دُنیا کافروں کی جنت ہے لہٰذا اس رفرَف میں کافر و مومن ہر دو شریک ہیں۔ لیکن بعد از موت جو رَفرَف ہو گی وہ صرف مومنوں کے لئے مخصوص ہوگی۔ نیز لفظ خُضْرٍ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں سبز رنگ خصوصی حیثیت اختیار کر جائے گا۔

● رَفرَف کے بعد دوسرا لفظ ھُدْ ھُدْ ہے۔ یہ لفظ بھی اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے۔ لغت میں ھُدْ ھُدْ کے معنے دَوِیُّ البَحْرِ اور اَصْوَاتُ الْجِنِّ کے لکھے ہیں۔ یعنی سمندر کی گونج اور ایسی آوازیں جو سنائی تو دیں لیکن بولنے والے سامنے نہ ہوں۔ اسی بناء پر ایک ایسے پرندے کا نام ھُدْ ھُدْ رکھا گیا ہے جس کی عادت ہے کہ وہ درختوں کے پتوں میں چھپ کر اپنی چونچ کو اس طرح مارتا رہتا ہے جس طرح کہ چکی کو ہنگورنے والا لوہے کی منقار سے چکی کے پاٹ کو ہنگورتا ہے۔ اسی لئے پنجاب کے بعض علاقوں میں ھُد ھُد کو چکی را کہتے ہیں اور بعض علاقوں میں ترکھان پکھی کہتے ہیں۔ ایسے ہی ھُد ھُد کی کُنیّت ابوالاخبار بھی ہے۔ یعنی خبریں پہنچانے والا اور پھر لکھا ہے کہ عرب لوگ کسی شخص کی بصارت اور تیز نگاہی کی تعریف کرنا چاہیں تو اس کے متعلق کہتے ہیں فُلَانٌ اَبْعَدُ مِنْ ھُد ھُد یعنی فلاں شخص ھُد ھُد سے بڑھ کر تیز نگاہ ہے اور یہ بات عرب لوگ اس بناء پر کہتے ہیں کہ ھُد ھُد کے متعلق اُن کا خیال ہے کہ زمین اُس کے لئے شیشے کی طرح ہے اور وہ زمین کے نیچے کے پانی کو دیکھ لیتا ہے۔ لفظ ھُد ھُد کے ان جملہ اوصاف کے پیشِ نظر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے مخالفوں کے ارادوں اور اُن کی سازشوں سے باخبر رہنے کے لئے ایک ایسا محکمہ قائم فرمایا ہوا تھا جو نہایت تیز رفتاری سے ان کو دشمن کی خبریں خفیہ طور پر پہنچاتا رہتا تھا اور انہیں یہ اطلاعات ایسے خفیہ انداز میں ملتی تھیں کہ خود آپ کے ساتھ رہنے والے لوگوں کو بھی معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ یہ اطلاعات کیونکر پہنچتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کو مسخر کیا ہوا ہے جو آپ کو خبریں پہنچاتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس محکمہ کو پوشیدہ رکھنے کے لئے یہاں تک احتیاط فرمائی ہوئی تھی کہ اس محکمہ کے افسر کا نام اپنی پُر حکمت اور مناسب حال اصطلاح کے مطابق ھُدْ ھُدْ رکھ چھوڑا تھا۔ لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام کے طَیْر اور ھُدْ ھُدْ سے مراد وہ شعبہ ہے جس کا کام پوشیدہ طور پر اطلاعات حاصل کرنا اور آپ تک پہنچانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا قرآن شریف میں اس لئے ذکر فرمایا تاکہ بتایا جائے کہ اسلام اور خدام اسلام کی خدمت بجالانے کے لئے کچھ ایسی ایجادات وجود میں آئیں گی جو اصوات الجن کے مشابہ ہوں گی یعنی آوازیں تو سنی جائیں گی مگر بولنے والے سامنے نہیں ہوں گے اور پھر ایسے آلات بھی پیدا ہو جائیں گے کہ دور بیٹھے بولنے نظر آنے لگیں گے۔ سو یورپ کے موجدوں نے آج ٹیلیگرام، ٹیلیفون، ریڈیو، لاسلکی اور پھر ٹیلی ویژن (ٹیلی فیکس، ڈش انٹینا) جیسی ایجادات ایجاد کر دی ہیں یہ ٹھیک ہے کہ یہ ایجادات فی الحال اپنی ملکیت اور ان کی ہی ایجاد کردہ ہیں مگر کل کو تو یہ تمام ھُد ھُد اسلام کی خدمت کے لئے مسخر ہونے والی ہیں۔ ھُد ھُد کا ذکر قرآن شریف کی سورۃ نمل میں ہے اور سورۃ نمل کا تعلق پندرہویں صدی میں ہے یہ آلات کفر و ضلال کی نسبت اسلام کے لئے استعمال ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

اُس جانِ کائنات کو پانا ہے زندگی

وہ آنکھ کیا جو ذکرِ الٰہی میں تر نہیں
وہ دل ہی کیا جسے کوئی عقبیٰ کا ڈر نہیں
یہ اَور بات ہے تجھے ذوقِ نظر نہیں
نورِ خدا وگرنہ کہاں اور کدھر نہیں
یہ فصلِ گل ، یہ حسنِ گلستاں ، یہ چاندنی
جلوے تو بے نقاب ہیں اہلِ نظر نہیں
اُس جانِ کائنات کو پانا ہے زندگی
وہ جس کو مل گیا اُسے کوئی خطر نہیں
پا کر اسے جو ڈھونڈے کسی اور کو کبھی
ہو گی نظر کسی کی وہ میری نظر نہیں
سب مشکلوں کا ایک ہی مشکل کُشا ہے وہ
اس کے سوا ہمارا کوئی چارہ گر نہیں
صد حیف ایسی موت پہ جو زندگی نہ ہو
وہ زندگی ہی کیا ہے جو برق و شرر نہیں
رونق ہے جن گلوں سے تو سمجھا ہے ان کو خار
کچھ بھی تجھے تو معرفتِ خیر و شر نہیں
مشکل کے وقت کام جو آئے وہی ہے دوست
ورنہ جہاں میں دوست کوئی معتبر نہیں
صدّیق ہیں عبث تری ساری عبادتیں
دل میں اگر محبتِ خیر البشر نہیں

(ماہنامہ "الفرقان" ربوہ جون ۱۹۶۹ء)
مکرم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری

مقالہ خصوصی

فطرت کی آواز

پچھلے دنوں پاکستان کی سرزمین میں ایک بہت ہی عجیب و غریب رازِ سربستہ کے منظرِ عام پر آنے سے پوری قوم ہل کر رہ گئی۔ ہُوا یہ کہ پاکستان کے نگران وزیرِ اعظم جناب معین قریشی کی نگران حکومت نے اپنی مفوّضہ نگرانی اور خبرگیری کے دوران ان بڑے بڑے جُغادری سیاستدانوں وفاقی وزیروں، اسمبلی کے ممبروں، صنعت کاروں اور زمینداروں کی فہرستیں شائع کرا ڈالیں جنہوں نے گزشتہ آٹھ سالوں کے دوران قومی بینکوں سے مجموعی طور پر ساٹھ ارب روپے کے قرضے لیے اور پھر ان کی ادائیگی نہ کی۔ ان قرض لینے والوں میں سے بعض تو گانٹھ کے ایسے پورے نکلے کہ انہوں نے ان میں سے کئی ارب روپے کے قرضے معاف بھی کرالیے اور اس طرح ہر قسم کے الزام سے بری الذمہ ہو بیٹھے۔ گویا قومی دولت پر ہاتھ صاف کرنے کے بعد خود بھی پاک صاف ہو گئے۔

اخباری اطلاعات کے بموجب اس تمام تر انتہائی افسوسناک صورتِ حال کا ایک اور تاریک پہلو یہ ہے کہ جب ان جدّی پُشتی رئیس مقروضوں سے قومی دولت ہتھیانے کے بارہ میں باز پرس کی گئی تو ان میں سے بعض نے بڑا ہی عجیب و غریب جواب دیا۔ کہا انہوں نے یہ کہ ہمیں تو خود بینکوں کے بعض افسران نے قرضے حاصل کرنے کی راہ دکھائی اور اس کرم نوازی کے عوض اُن قرضوں میں سے بھاری رقوم بطور کمیشن ہم سے وصول کیں اور پھر خود ہی یہ قرضے معاف کروانے میں ہماری معاونت کی۔ اُدھر قرضے دینے والے بینک افسران کا کہنا یہ تھا کہ ہم نے اپنی مرضی سے قرضے نہیں دیے، ہم کیا کرتے ہم پر تو خود عوام کی منتخب حکومت کا دباؤ تھا اس لیے ہم وزیروں اور ان کے حاشیہ نشینوں کو قرضے دینے پر مجبور تھے۔ خدا معلوم اس الزام اور جوابی الزام میں کوئی صداقت ہے یا نہیں۔ بہرحال یہ تو ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ ساٹھ ارب روپوں کے قرضے لے کر ان میں سے کئی ارب کے قرضے معاف کرالیے گئے اور باقی کی ادائیگی نہیں کی گئی۔

بات بینکوں کے قرضوں تک محدود نہ تھی بلکہ یکے بعد دیگرے سکینڈلوں کا ایک سلسلہ چلا ہوا تھا جس نے ملکی معیشت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا تھا۔ گزشتہ آٹھ سال کے دوران برسرِ اقتدار آنے والے وزرائے اعظم نے اپنے اپنے صوابدیدی کوٹے کی آڑ میں اسلام آباد اور بعض دوسرے شہروں میں زمین کے نہایت قیمتی رہائشی اور کمرشل پلاٹس ہزاروں کی تعداد میں ممبرانِ اسمبلی اور دوسرے منظورِ نظر حامی اشخاص کو کوڑیوں کے مول دے ڈالے اور پھر ان لوگوں نے ان پلاٹس کو مارکیٹ کے اصل نرخوں کے مطابق بہت خطیر رقوم کے عوض فروخت کر دیا۔ اس سراسر ناروا اور ناجائز خرید و فروخت کے دوران ضرب در ضرب کے حسابی عمل نے ان کی دولت کو چھو منتر کے ذریعہ کہیں سے کہیں جا پہنچایا اس بے حساب و بے اندازلوٹ کی بازگشت لاہور ہائی کورٹ میں بھی سنائی دی گئی۔

اُدھر تاجر و صنعت کار اور دوسرے کاروبار کرنے والے بھی ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کرنے اور اس میں مسلسل اضافہ کرتے چلے جانے میں دوسروں سے پیچھے نہیں رہے۔ انہوں نے ٹیکس ادا نہ کرنے کے نئے نئے حیلے تراشے اور پھر سرکاری افسرانِ مجاز نے اس ساز باز میں شریک ہو کر وہ وہ ہاتھ رنگے کہ وہ اربوں روپے جو قومی خزانے میں جانے چاہیئے تھے ٹیکس چور تاجروں اور صنعت کاروں اور رشوت خور افسروں کی جیبوں میں جاتے رہے۔ مزید براں وزرائے کرام، اسمبلیوں کے ممبرانِ والا نام اور ان کی تتبع میں بڑے بڑے سیٹھوں (یعنی تاجروں اور کارخانوں کے مالکوں) نے بجلی اور ٹیلیفون وغیرہ کے اربوں روپوں کے بل اور اسی طرح دیگر سرکاری واجبات ادا نہ کرنے کا وطیرہ اختیار کر کے قومی خزانے کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ان جملہ صاحبانِ اثر و رسوخ اور مالکانِ اختیاراتِ لامحدود کے آگے کسی کو دَم مارنے کی جرأت نہ تھی چہ جائیکہ متعلقہ محکموں کا عملہ بجلی، پانی، گیس اور ٹیلیفون وغیرہ کے کنیکشنز منقطع کرنے کی گستاخی کا مرتکب ہوتا

ایک پیسہ ادا کیے بغیر یہ مراعات یافتہ طبقہ بجلی، پانی، گیس اور ٹیلیفون وغیرہ کی غیر محدود سہولتوں سے فائدہ اٹھاتا اور مفت میں گُل چھرّے اڑاتا رہا۔ اس پر مستزاد یہ کہ کیا وزراء، کیا ممبران اسمبلی اور کیا اراکین بیوروکریسی سب ہی خود اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا بیرونی ملکوں کے "مسیحا صفت" معالجین سے علاج کرانے کے بہانے کروڑوں ہی نہیں اربوں روپیہ ہتھیاتے رہے۔ الغرض یوں معلوم ہوتا تھا کہ خزانے کا منہ کھلا ہوا ہے اور لُوٹ ہے کہ مچی ہوئی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ لُوٹ مچانے والے وہی ہیں جو اس کی حفاظت کے سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ اس لُوٹ کھسوٹ کا نتیجہ یہ ہوا کہ قومی خزانہ خالی ہوتا چلا گیا اور اس لُٹی ہوئی دولت سے بڑے بڑوں کے ذاتی خزانے بھرتے اور پُر ہوتے چلے گئے۔ نتیجتہً قومی بجٹ کا خسارہ آسمان سے باتیں کرنے لگا اور اقتصادی تباہی ایوانِ حکومت کے دروازے پر دستک دینے لگی۔

اپنے ہی لیڈروں اور مترفین کے یہ کرتوت دیکھ کر باشندگان ملک ایک دفعہ تو دہل کر رہ گئے۔ وہ حیران تھے کہ ہمارے رہبرانِ قوم باہر سے کیا ہیں اور اندر سے کیا۔ جسے دیکھو اُس نے ایک چہرہ پر کئی چہرے سجا رکھے ہیں اور غالبؔ کے اس شعر کا مصداق بنا ہوا ہے ؎

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ ٭ دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھُلا

عوام کو حیرت اس بات پر ہوئی کہ یہ اچھے لیڈر ہیں ہمارے کہ ہمیں ہی لوٹ رہے ہیں اور پھر محسن بن کر احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے ہی اپنے حسن تدبیر سے آسمان کو گرنے سے روکا ہوا ہے۔ کیا تماشہ ہے کہ خود ہی ذبح کر رہے ہیں، خود ہی لیں ثواب اُلٹا۔ اُن کی حیرت سو فیصد بجا تھی۔ یہ دیکھ کر ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہ یہ لوٹ مار کرنے والے تو وہی لوگ ہیں جو اسلام، اسلام پکارتے، نفاذ اسلام کا ڈنکا بجاتے اور اسلامی فلاحی مملکت کے قیام کا ڈھنڈورا پیٹتے نہیں تھکتے اور باکردار و باعمل حقیقی مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دینے کے نام نہاد کارنامے پر یُوں اکڑتے ہیں کہ جیسے ان "مجاہدین" نے چہار دانگِ عالم میں اسلام کی فتح کے جھنڈے گاڑ دیے ہوں۔ بہر حال لوگ حیران تھے کہ ہم جن رہبران قوم کی شان میں قصیدے پڑھتے رہے وہ اسلام کا نام لے لے کر قوم کو بے وقوف بناتے رہے ہیں۔ اس انتہائی افسوسناک صورتِ حال کا قومی پریس میں بھی خوب چرچا ہوا۔ بطور نمونہ از خروارے چند اقتباس ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر روزنامہ جنگ کے کالم نویس جناب مجیب الرحمٰن شامی نے اندھیر مچانے والے اِس ظلم کے خلاف اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کرتے ہوئے "اے ہمارے ربّ !" کے زیرِ عنوان ایک پُر درد و پُر زور کالم سپردِ قلم کیا۔ اس میں انہوں نے لکھا:

"اسلامی جمہوریۂ پاکستان، جی ہاں اسلامی جمہوریۂ پاکستان ! وہ خطۂ زمین جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور جس کا ہر حکمران اسلام کا علمبردار کہلاتا ہے اور اسلام کا پاسبان بن جاتا ہے۔ ہر تقریر میں عوام کو اسلام کے زریں اصولوں پر عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے اور ہر پیغام میں پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنانے کا عزم ظاہر کرتا ہے۔ اسی اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے حکمرانوں کے روز و شب کی تفصیلات (اب جو) سامنے آ رہی ہیں تو انگلیاں دانتوں کے نیچے دبی جا رہی ہیں۔ انہوں نے قومی مالیاتی اداروں کو لُوٹا بیت المال کو باپ کی جاگیر سمجھا، روزانہ ہزاروں روپے دعوتوں پر اڑائے، اپنے حاشیہ برداروں کے پاؤں میں قومی خزانہ پانی بنا کر بہا دیا۔ بیواؤں، یتیموں، غریبوں، ضرورت مندوں کو ملنے والی مراعات اپنے ارکان اسمبلی کی نذر کر ڈالیں۔ یہ سب کچھ جو پہلے سنا جا رہا تھا اب بڑھا جا رہا تھا۔ لاہور ہائی کورٹ کے جج جسٹس عبد المجید ٹوانہ کے سامنے ہند سے ہیں کہ چیخ رہے ہیں، اعداد ہیں کہ بول رہے ہیں، ضابطوں اور قاعدوں کی فریاد ہے کہ بلند ہو رہی ہے۔ وہی افسر جو اہل اقتدار کے ہاتھ اور پاؤں بنے ہوئے تھے اب ان کو زبان عطا ہو چکی ہے حشر سے پہلے حشر برپا ہو چکا ہے۔ ہاتھ اور پاؤں اپنے رب کے حضور جس طرح گواہی دیں گے اس کا ایک ہلکا سا منظر سامنے ہے۔ آنکھوں کے پردے چھٹ رہے ہیں اور کروڑوں آنکھیں ہیں کہ پھٹی کی پھٹی رہ گئی ہیں۔"

(روزنامہ "جنگ" لندن ۴ ستمبر ۱۹۹۳ء مطابق ۱۷ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ)

اپنے اس کالم میں جناب مجیب الرحمٰن شامی نے اپنے رب کے حضور فریاد کے رنگ میں دعا کرتے ہوئے عرض کیا :

"اے ہمارے رب ! ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ تُو ہمیں سیدھا رستہ دکھا اور بتا کہ ہمارے حصہ میں وہ لوگ کیوں آ رہے ہیں وہ ہماری قسمت کے مالک کیوں بنائے جا رہے ہیں جن پر تیرا غضب نازل ہونا چاہیے۔ وہ لوگ کہاں ہیں جن پر تیرا انعام نازل ہوا۔ ہم ان تک کیسے پہنچیں گے اور وہ ہمیں کب عطا ہوں گے۔"

یوں معلوم ہوتا ہے کہ کالم نویس نے یہ خیال کر کے کہ آوا کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے اور کوئی نہیں جو اصلاح یافتہ ہو بلکہ ہر کوئی اصلاح کا محتاج ہے آسمان کی طرف نگاہیں اُٹھائیں اور پھر خدا کے حضور التجا کی اصلاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہی اس لیے اے رب ! تو ہی اپنے پاس سے اپنا کوئی ایسا بندہ بھیج جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر چلانے اور آنحضرت کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کے قابل بنا دے۔ کالم نویس کی یہ دعا ایک دردمند دل کی پکار کی حیثیت رکھتی ہے اور اسے ہم فطرت کی آواز بھی کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ جناب مجیب الرحمٰن شامی نے اپنے مذکورہ بالا کالم کے آخر میں جناب الٰہی میں مزید عرض کیا :

"اے ہمارے رب تیرا یہی بندہ (یعنی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری منزل ہے اور یہی ہماری آرزو ہے، ہم اس سے دور کیوں ہوتے جا رہے ہیں (بلکہ) دُور کیوں ہو چکے ہیں۔ ربیع الاول کے اس مبارک مہینے میں ہم پر ایک بار پھر کرم فرما۔ اس کے راستہ پر چلانے والا۔ اس کے راستہ پر چلنے والا ہمیں عطا کر دے۔ تو نے تاروں سے شب کی مانگ بھری تو ہماری رات کو بھی روشن کر دے۔"

خود حاکموں کا درجہ رکھنے والے عوامی نمائندوں کی جس مالی لوٹ کھسوٹ اور بیشمار قیمتی پلاٹس کی آپس میں بندر بانٹ کے جس کچے چٹھے سے متاثر ہوکر جناب مجیب الرحمٰن شامی نے مذکورہ بالا کالم سپردِ قلم کیا ہے وہ صرف گزشتہ آٹھ سال کی مالی بے ضابطگیوں کے اعداد و شمار پر مشتمل ہے اس سے پہلے کے زمانہ اور خاص طور پر خود ساختہ "مردِ مومن، مردِ حق" جنرل ضیاء الحق کے مارشل لائی دَور میں قومی دولت کو مختلف حیلوں بہانوں سے جس بُری طرح لُوٹا گیا اگر اس کے اعداد و شمار بھی منظرِ عام پر لائے جائیں تو عوام بے چاروں کے ہوش اڑے بغیر نہ رہیں۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ کوئی نہیں جس کا دامن پاک ہو اور تو اور خود علمائے کے نام قیمتی پلاٹس الاٹ کر کے اور زکوٰۃ فنڈ میں سے نئے نئے دینی مدرسوں کی آڑ میں کروڑوں روپوں کے نذرانے ان کی خدمت میں پیش کر کے جس طرح اپنے نام کی ڈفلی بجوائی گئی وہ کچھ کم عبرتناک نہیں ہے۔ سچ کہا ہے روزنامہ "جنگ" ہی کے ایک اور کالم نویس جناب عبدالقادر حسن نے اپنے ایک کالم بعنوان "ہمارے سابقہ حکمران۔ سبحان اللہ" میں :

"میرا یہ خیال ہے کہ ہماری پوری قوم کرپٹ ہوگئی ہے اور وہ پھر انہی لوگوں کو ووٹ دے گی اور یہ بات اپنے عمل سے پوری کرے گی کر خدا بُری قوم کو بُرے حکمران دیتا ہے۔"
(روزنامہ "جنگ" لندن ۸ ستمبر ۱۹۹۳ء صہ ۴)

جب پوری قوم کرپٹ ہو جائے اور کرپٹ ہونے سے کوئی نہ بچا ہو تو پھر اس کی اصلاح کسی خود ساختہ مصلح کے ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ ایسی صورت میں خدا ہی اپنے کسی بندے کو قوت قدسیہ عطا کر کے اسے مامور کرتا ہے کہ وہ اپنے انفاس قدسیہ سے لوگوں کے دلوں میں تبدیلی لائے اور اس طرح ان کی اصلاح کا فریضہ انجام دے۔ سچ کہا ہے مجیب الرحمٰن شامی نے کہ "ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہو چکے ہیں" اور چونکہ ہمہ گیر بگاڑ کے بعد خدا ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کی طرف واپس لا سکتا ہے اسی لیے شامی صاحب نے خدا کی جناب میں ہی یہ التجا پیش کی کہ "اے ہمارے رب! .....آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر چلانے والا اور چلنے والا ہمیں عطا کر دے۔"

فطرت کی بے اختیار آواز کا درجہ رکھنے والی اس اہم دعا کے ضمن میں یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ خدا نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جسے اس نے خیر امت قرار دیا ہے بے سہارا نہیں چھوڑا ہے۔ افرادِ امت کے موجودہ فساد و بگاڑ کی اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی خبر دے دی تھی اور آپ نے امت کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا تھا ایک زمانہ آئے گا کہ میری امت کے لوگ بداعمالیوں میں اس قدر بڑھ جائیں گے کہ یہود کے نقش قدم پر چلنے لگیں گے۔ ایسے ہمہ گیر بگاڑ کے وقت خدا تعالیٰ مسیح موعود کو مبعوث فرمائے گا جو انہیں آپ کے راستے کی طرف واپس لائے گا۔ سو امت کی اصلاح کا خدا نے پہلے سے انتظام کیا ہوا ہے یہ الگ بات ہے کہ بھٹکے ہوئے افراد اس خدائی انتظام سے ابھی فائدہ اٹھانے کے لیے تیار ہیں یا نہیں۔

اصلاح تو بہرحال ہوگی لیکن اس میں وقت لگے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بگڑے ہوئے انسانوں کی نفسیات آڑے آکر اپنی اصلاح میں خود ہی رکاوٹیں ڈال دیا کرتی ہے۔ ایسے لوگ بالعموم اپنے فساد و بگاڑ اور اصلاح کی تمام تر انسانی کوششوں کی ناکامی سے گھبرا کر خدا کو اپنی مدد کے لیے پکارتے اور اس سے التجا تو کرتے ہیں کہ وہ کوئی ایسا مردِ خدا عطا کرے جو انہیں صراطِ مستقیم کی طرف واپس لے آئے اور جب وہ ایسا مصلح انہیں عطا کر دیتا ہے تو اس کی مخالفت پر آمادہ ہو جاتے ہیں نیز اسے برا بھلا کہنے اور اس کی اہانت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ ان کا فساد و بگاڑ جس کا درپردہ انہیں چسکا پڑا ہوا ہوتا ہے انہیں خدا کے کھڑے کیے ہوئے مصلح کی مخالفت پر اکسا رہا ہوتا ہے۔ وہ بالآخر اس کی طرف آتے تو ہیں لیکن آتے ہیں بعد از خرابیٔ بسیار۔

آج کمال بے بسی کے عالم میں خدا کو اپنی مدد کے لیے پکارنے والے اپنے گرد و پیش نظر دوڑائیں۔ خدا تعالیٰ کے نئے مظاہرِ قدرت کا مشاہدہ کریں۔ کانوں میں ٹھونسی ہوئی ٹیٹیاں نکال پھینکیں۔ انہیں فضائے بسیط میں گونجنے والی یہ آواز سنائی دے گی۔

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْحُ جَاءَ الْمَسِیْحُ

نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

اس آواز کو سننے کے بعد امام کامگار کی آواز پر لبیک کہنے سے ہی ان کا ہمہ گیر فساد و بگاڑ دور ہوگا۔ جتنا وہ اس آواز کو سننے سے انکار کریں گے ان کا اندرونی فساد و بگاڑ اور بڑھتا چلا جائے گا۔ آنے والا امامِ کامگار پہلے ہی خبردار کر چکا ہے ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے ✧ ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

اصلاح خدا کو اپنی مرضی پر چلانے کی سعیٔ بے سود سے نہیں بلکہ اس کی مرضی کے مطابق چلنے اور اس کے بھیجے ہوئے کی آواز پر لبیک کہنے سے ہی ہو گی۔ خدائی تقدیر سے ٹکر لینے کا جو نتیجہ ہو سکتا ہے وہ ظاہر و باہر ہے اور نمایاں سے نمایاں تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ✧

"بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لیے بھی دعا نہ کی جائے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ...!"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ)

احمدی بھائیوں کی اپنی قابلِ اعتماد ٹریول ایجنسی

INDO-ASIA REISEDIENST

دُنیا کے گرد پھیلے ہوئے پانچ برِّاعظموں میں کسی بھی ملک میں سفر کرنے کیلئے مناسب داموں پر ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل کریں اور اسی طرح پاکستان کے مختلف شہروں کے بارعایت ٹکٹ کے حصول کیلئے ہماری خدمات سے ضرور فائدہ اٹھائیں

فرینکفرٹ، کراچی / دہلی، فرینکفرٹ —— DM 949,--

فرینکفرٹ، لاہور، فرینکفرٹ —— ab DM 1220,--

فرینکفرٹ، اسلام آباد، فرینکفرٹ — DM 1250,--

فرینکفرٹ، فیصل آباد، فرینکفرٹ — DM 1.199,--

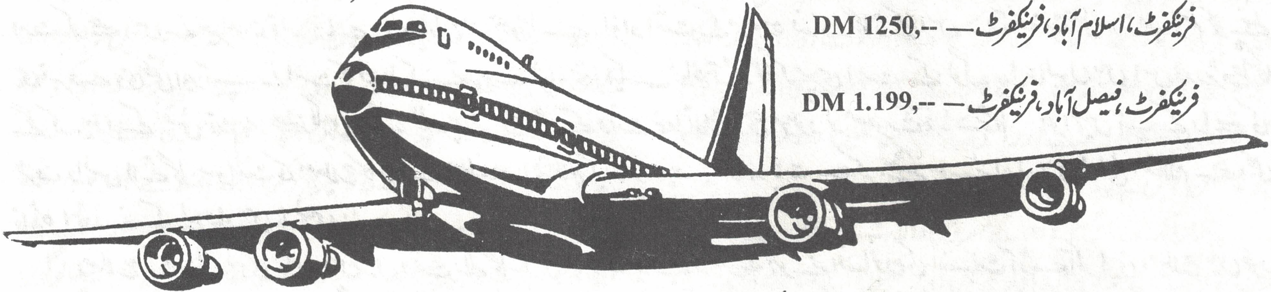

امریکہ اور کینیڈا کیلئے —— Last Minute Price

فرینکفرٹ، ٹورنٹو، فرینکفرٹ —— DM 540,--

فرینکفرٹ، نیویارک، فرینکفرٹ —— DM 570,--

عمرہ یا حج کی ادائیگی ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے۔ پاکستان جاتے ہوئے اس اہم ترین سفر کے لئے ہم سے رابطہ کیجئے اور اپنی نشست محفوظ کرا لیجئے۔ یقیناً آپ جلسہ سالانہ **قادیان** میں شمولیت اور **مقاماتِ مقدسہ** کی زیارت کے خواہشمند بھی ہیں، خوشگوار سفر کی تکمیل کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ اپنی نشست محفوظ کرا لیجئے بکنگ جاری ہے۔

آپ جرمنی کے کسی بھی ایئرپورٹ سے براستہ فرینکفرٹ ڈائریکٹ لاہور اور اسلام آباد فضائی سفر کر سکتے ہیں

نیز ہمارے ہاں انگریزی اور اُردو کا جرمن زبان میں ترجمہ کروانے کا بندوبست بھی موجود ہے

آپ کی خدمت کے منتظر

منیر احمد چوہدری (ایئرپورٹ سوشیال ڈینسٹ) عبدالسمیع (ویٹنے وکیل والے)

INDO-ASIA REISEDIENST

Am Hauptbahnhof 8, 60599 Frankfurt

Tel. (0 69) 23 61 81 Fax (0 69) 23 07 94

خدمتِ خلق اور بہبودِ انسانیت کے لئے

جماعت احمدیہ کی عالمی خدمات

مکرم مقصود الحق صاحب

اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولا محسنِ انسانیت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپؐ کا مبارک و مقدس وجود مخلوق خدا سے محبت و شفقت میں ایسی عالمگیر افادیت کا مظہر ہے جس میں کسی رنگ و نسل اور ملک و قوم کا امتیاز نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے اور اللہ کو اپنی مخلوق میں سے سب سے پیارا وہ ہے جو خدا کی مخلوق سے حسن سلوک رکھتا ہے۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی کُل انسانیت کے ساتھ شفقت و محبت اور حُسنِ سلوک بے مثل و بے نظیر ہے۔ آپ کی ساری عمر مخلوق خدا کی ہمدردی اور انسانیت کی بہبود اور خدمت میں بسر ہوئی بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری، محتاجوں کی حاجت روائی، غلاموں کی آزادی، غرباء کی مدد اور محروموں کے حقوق کا تحفظ حضرت سید وُلدِ آدم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولین ترجیحات میں شامل تھا۔ خدا تعالیٰ نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بنی نوع انسان کے ساتھ کامل ہمدردی اور غمخواری کے نازک احساسات و جذبات کا جامع و اکمل نقشہ سورۃ توبہ کی ان آیات میں کھینچا ہے۔ فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ —— (التوبۃ: ۱۲۸)

اے مومنو! تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے اور وہ تمہارے لیے خیر کا بہت بھوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ شفقت و محبت کرنے والا اور بہت کرم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ رحمۃ للعالمین کی دلی کیفیت یہ ہے کہ بنی نوع انسان کے لیے کسی نوع کی تکلیف و مصیبت قطعاً برداشت نہیں کرتا اور دوسری طرف خیر پہنچانے کے لیے اس قدر حریص ہے کہ نا ممکن ہے کہ کوئی صورت خیر پہنچانے کی نظر آئے اور یہ خیر نہ پہنچائے۔

جماعتِ احمدیہ اُسی محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبعین اور حقیقی غلاموں کی جماعت ہے اور اس جماعت کے قیام کا مقصد اپنے اسی حبیب آقا کے اخلاقِ فاضلہ کو عملی صورت میں از سرِ نو زندہ کرنا ہے تاکہ اس مقدس وجود کے فیض اور رحمت کے سمندر سے کل عالم اور کل نوعِ انسانی کو سیراب کیا جائے۔

بانیٔ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت بھی یہی تھی کہ آپ نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر قدم رکھا۔ خدا تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کے صِلہ میں آپ کو اپنی محبت کے جام بھر بھر کر پلائے حتیٰ کہ آپ کے وجود میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و شمائل کا چہرہ ظاہر ہو گیا اور اسی کامل متابعت کے فیض کی بدولت ہی آپ کو مسیح و مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے فرمایا میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ ایک تعظیم لامر اللہ، اور دوسرا خدا کی مخلوق پر شفقت۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس پاک جماعت کی بنیاد ڈالی اور جن روحانی طیور کی تخلیق کی اس کا خمیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کے خمیر سے اٹھایا اور تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کی مٹی سے انہیں گوندھا اور خدمت خلق اور بہبود انسانیت کے جذبات کو ان کی گھٹی میں شامل کر دیا۔ چنانچہ آپ نے اپنی جماعت میں شامل ہونے والوں کے لیے جو شرائط بیعت تیار کیں ان میں یہ بات شرط نہم کے طور پر داخل کر دی کہ بیعت کنندہ اس بات کا سچے دل سے عہد کرے کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چلتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

چنانچہ آج ۱۳۷ ممالک میں قائم جماعتِ احمدیہ مُسلمہ کا ہر

چھوٹا بڑا اور ہر مرد وزن اپنی انفرادی، اجتماعی حیثیت میں خدمتِ خلق کے کاموں میں ہمہ تن مصروفِ عمل ہے۔ علاوہ ازیں جماعت کی طرف سے بہبودِ انسانیت کے لیے دنیا کے تمام برِاعظموں میں باقاعدہ اور منظم طور پر خدمتِ انسانیت کا ایسا مربوط نظام جاری کر دیا گیا ہے کہ جس کے فیض سے آج دنیا کا بڑا حصہ مستفیض ہو رہا ہے۔ وہ جماعت جس کے ذریعہ سے ہونے والے خدمتِ خلق کے کام گزشتہ ایک سو سال سے زائد عرصہ سے جاری ہوں اور جن کا دائرہ عمل کُل عالَم پر محیط ہو کس طرح ممکن ہے کہ اس کے خدمتِ خلق اور بہبودِ انسانیت کی غرض سے کیے گئے تمام کاموں کا تذکرہ اور احاطہ مختصر سے وقت میں کیا جا سکے! اس لیے وقت کی رعائت سے نمونتہً صرف چند منتخب امور کا ذکر ہی ممکن ہو سکے گا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اہلحدیث کے ایک خوش الحان اور خوش بیان واعظ تھے۔ آپ کو جب جماعتِ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کو بچشم خود دیکھا تو آپ نے اپنے مرشد و مطاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ لکھا۔ اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور اقدس کمربستہ کھڑے ہیں اور آپ کے اِردگرد دیہات کے مرد و زن دوائی لینے کے لیے کھڑے ہیں۔ دیر تک یہی کیفیت رہی تو حضرت مولوی صاحب رُک نہ سکے اور عرض کی کہ اس طرح تو حضور کا بڑا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے جو دین کی خدمت میں خرچ ہونا ہے۔ اس بات کو سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مولوی صاحب! یہ بے چارے بے سہارا اور محتاج لوگ دوائی کے لیے کہاں جائیں۔ ان کو مالی استطاعت بھی نہیں۔ میں ان کے لیے دوائیاں منگوا کر رکھتا ہوں، ان کی ضروریات یہاں پوری ہو جاتی ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس خدمتِ خلق کے جذبہ کا اظہار اپنے فارسی اشعار میں ان الفاظ میں فرمایا ہے ؎

"مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت ہا
کہ ہمدردی بُرَد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم
غمِ خلقِ خدا صرف از زباں خوردن چہ کار است
گرش صد جاں بپا ریزم ہنوزش عذر میخواہم
بدِل شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم
ازیں در لذّتم کز درِ دلے خیزد ز دل آہم"

یعنی میرا مقصود و مطلوب اور میری خواہش خدمتِ خلق ہے۔ یہی میرا کام ہے، یہی میری ذمہ داری ہے، یہی میرا فریضہ اور طریقہ ہے۔ میں نے اپنی خواہش سے پند و نصیحت کے کوچہ میں قدم نہیں رکھا بلکہ مخلوق کی ہمدردی زبردستی مجھے کھینچے لیے جا رہی ہے۔ صرف زبان سے خلقِ خدا کا غم کھانے کا کیا فائدہ۔ اگر اس بات کے لیے سو جانیں بھی فِدا کر دوں تب بھی معذرت کرتا ہوں کہ میں اس ذمہ داری کو کما حقہٗ ادا نہیں کر سکا۔ میں تو انتہائی طور پر اس پر خوش ہوں کہ مخلوقِ خدا کا غم رکھتا ہوں اور اس درد کے باعث میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے اس سے لذت پاتا ہوں۔

حضور ایک فارسی مصرع میں اس مضمون کو یوں ادا فرماتے ہیں ؏

"منہ کرسی برائے ما کہ ماموریم خدمت را"

ہمارے لیے مخدوم بننے کی کرسی نہ رکھو کیونکہ ہم تو دنیا کی خدمت کے لیے مامور ہوئے ہیں۔

آپ نے اپنی عدیم النظیر اور بے مثل تحریرات مبارکہ کے ذریعہ بنی نوع انسان کی جس رنگ میں خدمت کی اور راہ سے بھٹکی انسانیت کی بہبود کے لیے جس طرح ہمہ وقت متفکر رہتے وہ بعینہٖ وہی نقشہ پیش کرتا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ○ (الکہف: ۷)

یعنی کیا اگر وہ اس عظیم الشّان کلام پر ایمان نہ لائیں تو تُو ان کے غم میں شدتِ افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سربراہانِ مملکت اور شیوخ علماء کو براہِ راست صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دینے کے لیے تحریری دعوتیں دیں۔ دیارِ مغرب کی انسانیت کو گمراہی سے بچانے کی تڑپ ریویو آف ریلیجنز کے اِجراء کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ اردو، فارسی اور عربی زبان میں ہر قوم کے لیے نجات کی راہیں تجویز فرمائیں۔ کیا یہ سب امور اس سوز کو ظاہر نہیں کرتے جو آپ کے قلبِ اطہر میں بھٹکی ہوئی انسانیت کی بہبود اور ہدایت کے لیے موجزن تھا؟ کیا یہ امور کسی طور بھی ذاتی منفعت کا کچھ بھی شائبہ اپنے اندر رکھتے ہیں؟ ہر زاویہ سے دیکھ لیں ایک ہی بات نظر آتی ہے کہ کاش حضور کی کاوشیں ان کو ان کی بہبود کی راہ دکھا سکیں! اور دنیا کے لوگ صرف دنیاداری کے کاموں میں مگن رہنے سے بچ جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے خلفاءِ عظام نے خدمتِ مخلوق کی راہ میں اپنے مطاع و مرشد کی پیروی کی حضرت مولانا حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ خلیفۃ المسیح الاول نے بلا معاوضہ طبی خدمات کے ذریعہ اور اپنے مریدوں میں خدمت کا اعلیٰ جذبہ بیدار رکھنے کے ذریعہ مخلوق خدا کی خدمت کا پورا حق ادا فرمایا۔ آپ نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے قیام میں مالی معاونت کی جماعت کو تحریک فرمائی اور اپنے خطابات اور مسودات کے ذریعہ ہدایت رسانیٔ مخلوق کی اعلیٰ خدمات کے سنگ میل قائم فرمائے۔

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنے متبعین اور غلاموں میں خدمتِ خلق کی وہ روح پیدا فرمائی کہ افرادِ جماعت نے مخلوق خدا کی خدمت کے امور محض خالق کی رضا کے حصول کے لیے سرانجام دیے اور بلا لحاظ قوم و ملت اس میدان میں وہ نظارے خدمت کے دکھلائے جس کی نظیر اس زمانہ میں ملنی

مشکل ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر اپنی ایک تقریر میں آپ نے فرمایا :۔

"میں نے بارہا بتایا ہے کہ خدمتِ خلق کے کام میں جہاں تک ہو سکے وسعت اختیار کرنی چاہئے اور مذہب اور قوم کی حد بندی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرنا چاہئیے۔ خواہ وہ ہندو ہو یا عیسائی ہو یا سکھ۔ ہمارا خدا رب العالمین ہے اور جس طرح اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اسی طرح اس نے ہندوؤں اور سکھوں اور عیسائیوں کو بھی پیدا کیا ہے پس اگر خدا ہمیں توفیق دے تو ہمیں سب کی خدمت کرنی چاہئیے۔" پھر فرمایا :

"حسنِ سلوک میں کسی مذہب کی قید نہیں ہونی چاہیئے جو شخص بھی حسنِ سلوک میں مذہب کی قید لگاتا اور اپنے ہم مذہبوں کی خدمت کرنا تو ضروری سمجھتا مگر غیر مذہب والوں کی خدمت کرنا ضروری نہیں سمجھتا وہ اپنا نقصان آپ کرتا ہے اور دنیا میں لڑائی جھگڑے کی روح پیدا کرتا ہے۔ پھر جو تبلیغی جماعتیں ہوتی ہیں ان کے لیے تو یہ بہت ہی ضروری ہوتا ہے کہ وہ ساری قوموں سے حسن سلوک کریں اور کسی کو بھی اپنے دائرہ احسان سے باہر نہ نکالیں تا تمام قومیں ان کی مداح بنیں۔ پس وہ خدمتِ خلق کے کاموں میں مذہب و ملت کی تفریق کے بغیر حصہ لیں اور جماعت کے جو اغراض و مقاصد ہیں ان کو ایسی وفاداری کے ساتھ نبھانے کے لیے کھڑے ہو جائیں کہ خدا تعالیٰ کے راستے میں ان کے لیے اپنی جان قربان کر دینا کوئی دوبھر نہ ہو۔ کسی قوم کے نوجوانوں میں یہ روح پیدا ہو جائے کہ اپنے قومی اور مذہبی مقاصد کی تکمیل کے لیے جان دے دینا وہ بالکل آسان سمجھنے لگیں اُس وقت دنیا کی کوئی طاقت انہیں مار نہیں سکتی جسم کو مارا جاسکتا ہے وہ جسم ہے۔ مگر جس شخص کی روح ایک خاص مقصد لے کر کھڑی ہو جائے تو روح کو کوئی فنا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا بلکہ ایسی قوم کا اگر ایک شخص مرے تو اس کی قوم کو ایسی حیات دے دیتا ہے جس پر فنا طاری نہیں ہوتی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۲۸ء از الفضل ۲۲/۴/۲۸)

آپ کی تربیت اور راہنمائی نے آپ کے متبعین کے گروہ خیر میں خدمتِ خلق کی وہ تڑپ پیدا کی جس کا ایک نظارہ ۱۹۱۸ کی انفلوئنزا کی ہولناک وبا میں جماعت کے افراد کی للّٰہی خدمت کا تھا۔ کبھی یہ تڑپ شدھی کے خلاف جہاد کی صورت میں ظاہر ہوئی، کبھی مظلوم اہالیانِ کشمیر کی اعانت کے رنگ میں، کبھی بنگال و اڑیسہ کے ہوشربا ایام قحط نے اس جماعت کی خدمت کے غریبانہ و مخلصانہ انداز دیکھے اور کبھی چشمِ فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ جب مخلوق خدا سیلاب کی ہولناکی کا نشانہ بنی تو وہ جو اُن کی فصلیں تک اجاڑنے سے باز نہ آتے تھے ان کو پکی پکائی خوراک دے رہے ہیں، وہ جو ان کو گھروں سے بے گھر کرنے پر تلے تھے ان کے معمار گھر تعمیر کر رہے ہیں، اور وہ جو کافر کافر کہہ کر دھتکارتے اور پاس نہ آنے دیتے تھے ان کو سینہ سے لگائے جا رہے ہیں۔

یہیں پر بس نہیں بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کی محبت و تربیت نے اس غریب و مختصر سی جماعت کو یوں صیقل کیا ہے کہ مخلوق خدا کی خدمت کے عوض کسی ستائش و نمود سے بیزاری محسوس کرتے ہیں۔ مخدوم شکریہ ادا کر رہا ہے اور خدام کے سر خدا کی حمد میں مزید جھکتے جاتے ہیں کہ جس نے اپنی مخلوق کی خدمت کی سعادت عطا فرمائی۔ اور کیوں نہ ہو، جب خدمت کے یہ امور محض خالق کی رضا کا حصول ہیں تو پھر دنیوی ستائش اور واہ واہ کی کیا ضرورت؟ عرش کا خدا اپنی مخلوق کے خدام کو جس پیار کی نظر سے دیکھتا ہوگا اس کا اندازہ مشکل امر نہیں۔ اپنی مخلوق کی خدمت کی توفیق بخشتے چلے جانا اور اپنے افضال کا نزول ہر آنے والے دن میں پہلے سے بڑھ کر کرنا اور ہر روز یسر کی راہوں پر تیز گام کرتے چلے جانا کیا اُس کے پیار کے انداز نہیں تو اور کیا ہے؟ جب مقصودِ خدمت مل گیا تو دنیوی اذکار خوشنودی و ستائش کیوں بیزاری پیدا نہ کریں اور کیوں طبیعت میں تکدر کا باعث نہ بنیں؟

افریقہ کا خطّہ وہ مظلوم خطّہ ہے جسے دنیا کی عظیم طاقتوں نے اپنے اپنے مفادات کی خاطر زخم زخم کر دیا تھا اور زخموں کے اِندمال کی بجائے ان پر نمک پاشی یوں کی کہ ان کے ایمانوں کا سودا ان کے بھوکے پیٹ بھرنے کے لیے لقموں کے عوض شروع کیا۔ یہاں بھی جماعتِ احمدیہ کو خدمت کی دُہری توفیق نصیب ہوئی۔ مبشرینِ اسلام کے ذریعہ ان کے ایمانوں کے تحفظ کا بندوبست کیا گیا اور علاج و معالجہ کی بہترین سہولتیں، اعلیٰ درجہ کے ہسپتالوں اور نہایت قابل و مخلص احمدی ڈاکٹروں کی صورت میں دیں۔ علمی تشنگی کی سیرابی کے لیے متعدد سکول و کالج اور نہایت قابل تدریسی عملہ فراہم کیا گیا۔ اس اجمال کی کسی قدر تفصیل عرض کرتا ہوں جو گو اس موضوع کا حق تو ادا نہ کر سکے گی تاہم اس کا مختصر خاکہ احباب کے سامنے آجائے گا۔

دورِ خلافتِ ثانیہ کی بات ہے ۱۹۶۰ء میں میجر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ آپ نے دنیا کی خدمت کی عمر تو پوری کرلی، اب باقی ماندہ بڑھاپے کو نئے انداز سے خدمتِ خلق میں لگادیں اور افریقہ کے ممالک میں بسنے والے ان محتاجوں کی خدمت کے لیے وقف ہو جائیں جنہیں علاج معالجہ کی بنیادی سہولتیں بھی میسر نہیں۔ اپنے روحانی آقا کے ارشاد کو سن کر اس فدائی نے کہا، آقا میں حاضر ہوں۔ ہم تو آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے خود کو بیچ چکے ہیں کہ ہر نیک کام میں آپ کی آواز بلکہ ادنیٰ سے اشارہ پر دیوانہ وار لبیک کہیں گے۔ افریقہ جاکر ارضِ بلال کے باسیوں کی خدمت تو کیا اگر آپ کے اشارہ پر یہ جان ایک بار نہیں صدہا ہزار بار بھی قربان ہو تو میری سعادت اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ چنانچہ تعمیلِ ارشاد

میں خوشی خوشی ہزاروں میل دور مغربی افریقہ کے ملک سیرالیون میں پہنچتے ہیں اور 'بو' (BO) میں ایک چھوٹا سا مکان لے کر مخلوق کی خدمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ان کو دوائیوں سے بڑھ کر اپنی دعاؤں اور اپنے روحانی پیشوا کی دعاؤں کی اکسیر مہیا کرتے ہیں۔ مریضوں کی کثرت اور جذبۂ خدمتِ خلق بوڑھے ڈاکٹر صاحب کو آرام بھی نہیں لینے دیتا اور دن رات جذبۂ خدمتِ خلق کی دھن میں مریضوں پر فدا ہوئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس جذبۂ خدمت انسانیت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا بلکہ اس کو چار چاند لگا دیتا ہے اور آج جب کہ اس غریبانہ خدمت کی ابتداء پر ۳۳ سال کا عرصہ گزر رہا ہے یہ ایک بیج ۲۸ سے زائد ثمر بار اشجار کی صورت میں پھل پھول کر لاکھوں کے لیے فیض رساں بن چکا ہے۔ ارضِ بلال میں پہلا ہسپتال ڈاکٹر میجر شاہ نواز صاحب کی قربانیوں کا ثمرہ تھا۔ دوسرا نائیجیریا میں ریٹائرڈ کرنل ڈاکٹر محمد یوسف صاحب کی محنتوں کا پھل تھا، تیسرا گیمبیا میں ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی ریاضتوں کا نتیجہ تھا اور چوتھا منبعِ فیض کالو میں ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کے دم سے جاری ہوا۔ دس سال کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۹۷۰ء میں افریقہ کے دورہ پر تشریف لے گئے اور اپنی آنکھوں سے خدمت مخلوق کے ان اداروں کا مشاہدہ فرمایا تو دعاؤں اور خدائی اشاروں سے اس جہت میں مزید پیشرفت کے لیے گیمبیا میں "نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم" کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

"ہمیں غور و فکر کر کے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کرنی چاہیئے کہ ہم کس طرح افریقن بھائیوں کی خدمت کر سکتے ہیں۔ آقا بن کر نہیں بلکہ دوست اور ساتھی کی حیثیت سے۔ ہماری دولت خدمتِ خلق ہے اور یہی خدمت کا بہترین طریق ہے جس سے آنے والے دنوں میں سب انسان ایک خاندان کی طرح رہنا سیکھ جائیں گے۔"

پھر آپ نے پاکستان واپس پہنچ کر اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا

"میں مغربی افریقہ کے ممالک نائیجیریا، غانا، آئیوری کوسٹ، لائیبیریا، سیرالیون اور گیمبیا سے جو فوری وعدہ کر کے آیا ہوں وہ تیس، چالیس ہسپتال کھولنے کا ہے جسے ہم میڈیکل سنٹر کہتے ہیں اور تقریباً ستر، اسی ہائی سکول ان ملکوں میں بنانے ہیں۔ اللہ ہمارے نوجوانوں کے دل اور ہمارے بزرگ ڈاکٹروں کے دل اس خدمت کے لیے کھول دے اور تیار کر دے۔"

اخلاص اور فدائیت کے جذبہ میں ڈوبی ہوئی اس اپیل پر ہر قسم کے احمدی ڈاکٹروں نے اپنی خدمات پیش کرنی شروع کر دیں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ احمدیوں نے بطور ٹیچر اپنی خدمات بکثرت پیش کیں ہر قسم کے نامساعد اور دشوار حالات میں یہ گوہر اپنی تاب و چمک سے افریقہ کے تاریک خطہ کو اجالا بخشنے کے لیے افریقہ میں سرگرم عمل ہو گئے۔ یہ منصوبہ ۷ سال میں مکمل ہونا تھا لیکن جذبۂ خدمت اور جذبۂ فدائیت سے سرشار یہ سرفروش لبیک کی صدا بلند کرتے ہوئے اس سرعت کے ساتھ آگے بڑھے کہ یہ تمام منصوبہ صرف ڈیڑھ سال میں مکمل ہو گیا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"بات یہ ہے کہ ہم احمدی اس مٹی سے بنے ہوئے ہیں جو دنیا کی نگاہ میں حقیر ہے لیکن خدا کے ہاتھ میں وہ آلۂ کار بن چکی ہے۔ خدا فضل کرتا ہے اور کامیابیاں عطا کرتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔"

کہتے ہیں کہ خوشبو سب ماحول کو معطر کرتی ہے۔ چنانچہ خدمتِ خلق کے ان طبی اداروں کی خوشبو نے مغربی افریقہ کے ممالک کو تو معطر کرنا ہی تھا اور وہ مزید کے حریص تھے مگر یہ خوشبو مشرق و مغرب کے کے علاوہ جنوب تک بھی محسوس کی گئی اور جنوب کے پسماندہ ممالک سے بھی ان کے مطالبات آنا شروع ہوئے تو ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت سے فرمایا

"مرکز سے ہم ہر اس جماعت کی مدد کریں گے جو اپنے ہاں خدمتِ خلق کے لیے طبی ادارے کھولنا چاہے چنانچہ فجی، سورینام اور گیانا کے علاوہ مشرقی اور وسطی افریقہ کے ممالک سے بھی مطالبات آئے اور گزشتہ چند سالوں میں یوگنڈا، تنزانیہ اور زائر میں نئے احمدیہ کلینک کھل گئے اور کئی ممالک میں اس سلسلہ میں مزید کوششیں اور کام ہو رہا ہے۔"

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے افریقہ کے لیے یہ سکیم جاری کی کہ افریقن بھائیوں کو ان کی ترقی کے ہر میدان میں مخلصانہ اور ماہرانہ راہنمائی کی جائے۔ ان کی صنعت، تجارت، زراعت کے میدان میں اس نوع کی معاونت کی جائے کہ یہ بجائے دوسروں کے ہاتھ کی طرف دیکھنے کے، اپنے معاملات میں خود کفالت کی منزل پا لیں اور جب متعلقہ امور میں مہارت حاصل کر لیں تو سب کچھ ان کو سونپ کر خدمت کے نئے میدان تلاش کیے جائیں۔ یہی فی الواقع خدمت کی وہ روح ہے کہ مفادات و اغراض سے بالا ہو کر محض خدا کی خاطر اس کی مخلوق کی خدمت ہو۔ کیا آج کے دَور میں من حیث الجماعت اس روح کا مظہر جماعت احمدیہ کے سوا کوئی نظر آتا ہے۔ آئیے غیر کی زبان سے سنیں کہ وہ اس خدمت کو کس طرح دیکھتا ہے افریقہ میں اقوام متحدہ کے مستقل مندوب DR. WILLIARD HARPER جو امریکن ہیں، انہوں نے تحریر کیا کہ:

"جماعت احمدیہ نے اس ملک کی روحانی، اقتصادی اور سماجی ترقی کے لیے غیر معمولی کام کیا ہے۔ آپ کی شفقت، رواداری اور بنی نوع انسان کے لیے ہمدردی کا جذبہ سب کے لیے جو اس علاقہ میں غریبوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے کوشاں ہیں نہ صرف محرک رہا ہے بلکہ ایک قابلِ قدر نمونہ بھی ثابت ہوا ہے۔"

جماعت احمدیہ کی ان خدمات کے متعلق غانا کے صدر نے کہا:

"آپ کی جماعت اہل غانا کی جو خدمات بجا لا رہی ہے حکومت اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اس کے لیے

ہم آپ کے از حد ممنون ہیں۔"

سیرالیون کے وزیرِ مملکت مکرم مصطفیٰ سنوسی نے کہا :

"میں ہمیشہ احمدیت کا مداح اور خیر خواہ رہا ہوں۔ بعض لوگ میری اس عقیدت اور محبت کو پسند نہیں کرتے۔ میں انہیں بتاتا ہوں کہ احمدیت ایک سچائی ہے اور سچائی کے لیے دن رات ہماری بے لوث خدمت کر رہی ہے ۱۲۔ سیکنڈری اور ۵۰۔ پرائمری سکول چلانا معمولی بات نہیں۔ یہ کام صرف اخلاص اور جذبۂ نیک نیتی خوبیوں سے آراستہ لوگ ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔"

قحط، جہالت، بیماری کا علاج نسبتاً آسان ہے۔ مشکل تب بنتی ہے جب اقوام کی فکر میں کجی پیدا ہو جائے۔ اس کی اصلاح ایک کٹھن مرحلہ ہے۔ یہ بیمار سوچ دو زاویوں سے نقصان کا باعث بنتی ہے۔ ایک قومی سطح پر اپنے اخلاق کے بگاڑ سے اور دوسرے کمزور قوموں پر ظلم کی راہ سے۔ اور پھر یہ دونوں امور امنِ عالم کے لیے خطرہ ثابت ہوتے ہیں۔ آج کے دَور میں اس کی نمایاں مثال بوسنیا پر ہونے والے ظلم کو دیکھنے کے باوجود بڑی طاقتوں کا بے حسی کا مظاہرہ ہے بوسنیا پر ہونے والے مظالم جنہوں نے ہلاکو، چنگیز خان اور نام نہاد مقدس لڑائیوں میں ڈھائے گئے مظالم کو بھی مات کر دیا ہے، دنیا کی تمام طاقتیں خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہیں۔ مفادات نظر آئیں تو دو ہم مذہب بھائیوں کے معاملہ میں کوسوں دُور جا کُودتی ہیں۔ مگر بوسنیا میں اپنی آنکھوں کے سامنے ظلم ہوتا دیکھ کر خاموش ہیں بلکہ اپنی اس مصلحت آمیز خاموشی سے ظلم کی راہ مزید صاف اور آسان بنا رہے ہیں۔ فکر کی کجی نے رعونت، لالچ اور ظلم ان کے واسطے شیرِ مادر بنا دیے اور منافقت نے جہاں براہِ راست ظلم سے روکا تو بالواسطہ ظلم پر دلیر کر دیا۔

جماعتِ احمدیہ اس قابل تو نہیں کہ طاقت سے ظلم کے یہ ہاتھ روک سکے مگر اس کج فکر کی اصلاح کے لیے اس چھوٹی سی عاجز جماعت نے جو کچھ کیا ہے آنے والا تاریخ دان جب اس دَور کی تاریخ مرتب کرے گا تو انہیں بالیقین سنہرے حروف کے ساتھ لکھے گا۔ حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز درد اور خلوص کے ساتھ عالمی ضمیر کو جھنجوڑنے کے لیے پے در پے خطبات کے ذریعہ ان کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں۔ اس ظلم پر خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنے کے عواقب سے متنبہ فرما رہے ہیں تاریخی حوالوں سے، مذہبی فرائض کے رو سے، اخلاقی اقدار کے حوالہ سے غرضیکہ ہر زاویہ جہات سے حضور انور نے اقوامِ عالم کو بوسنیا کے معاملہ میں اپنا صحیح کردار ادا کرنے کی جانب متوجہ فرمایا ہے۔ پھر ۱۳۷ ممالک میں پھیلے ہوئے جماعتِ احمدیہ کے افراد کو ارشاد فرمایا کہ وہ عالمی سطح کے لیڈروں کو براہِ راست خطوط لکھ کر ان کی توجہ کا دھارا مثبت سمت موڑنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ ہزارہا خطوط دنیا کے ہر خطہ سے ہر سطح کے عالمی لیڈر کو لکھے گئے۔ مقصد ان تمام کاوشوں کا امنِ عالم کے قیام کی جدوجہد ہے اور فی زمانہ قیامِ امن کے لیے کوششیں یقیناً مخلوق کی خدمت اور بہبود کا سب سے اہم اور بڑا کام ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کو امن کی جس قدر آج ضرورت ہے شاید ہی کبھی رہی ہو۔ جماعت احمدیہ نے قیام امن کی جدوجہد کے ذریعے ہمیشہ مخلوق کی خدمت کا حق ادا کیا ہے۔ خلفائے احمدیت نے اپنی خدا داد فراست و راہنمائی سے دنیا کو ہمیشہ بروقت متنبہ کیا اور غلط سوچ اور پُرخطر رویہ کی اصلاح کے لیے لائحہ عمل تجویز فرماتے رہے جس نے ان نصائح پر کان نہیں دھرے وہ اپنے اعمال کے عواقب سے یقیناً پریشان ہوئے اور جس نے ان کلمات خیر کو نیک نیتی سے سنا اور ان پر عمل پیرا ہوئے وہ یقیناً بامراد رہے۔ خلیج کی جنگ کے دوران حضرت امامِ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ نے فریقین اور دیگر ملوث قوتوں کو جس احسن رنگ میں اپنے اعمال سنوارنے اور اپنی غلطیوں کی طرف نظر کر کے اُن کو دُور کرنے کی جانب متوجہ فرمایا آنے والے وقت نے ثابت کر دیا کہ اگر خلوص سے ان پر توجہ دی جاتی تو جو تکلیف دہ نتائج اب کے سامنے آ رہے ہیں ان سے وہ بچ جاتے۔

ہر مذہب امن کا پیغامبر بن کے آیا تھا مگر علمائے سُوء کے ذاتی مفادات اور ان کی کج فکری سے دنیا بدامنی کا شکار ہو گئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتِ مبارکہ سے لے کر موجودہ بابرکت دورِ خلافت تک مختلف مذاہب کی ایک دوسرے کے ساتھ امن و محبت سے اپنے اختلافات دُور کرنے کی کوششیں یقیناً ایک بہت بڑی عالمی خدمت ہے جو جماعت احمدیہ کو نصیب ہوئی۔ بانیانِ مذاہب کی عزت کی پاسداری کا جو اصول آئمہ جماعت احمدیہ نے دنیا کو دیا، اعتراضات میں معقولیت کی راہ اپنانے کا جو طریق بتایا، نامعقول اعتراضات کو صبر و تحمل سے سن کر ان کا احسن ردّ پیش کرنے کا جو عملی نمونہ قائم فرمایا اگر ان پر ان کی روح سے عمل ہو تو یقیناً مذاہب نہ صرف خود باامن بن جائیں بلکہ بدامنی کے خلاف ایسی مؤثر قوت بن سکتے ہیں جس کے اثرات سب سے زیادہ پائیدار اور دور رس ہوں گے۔ کاش دنیا اپنے کان ان نصائح کے لیے کھول سکے اور کاش انہیں اس بات کا ادراک نصیب ہو پائے کہ یہ تحفۂ خیر ان کی خدمت و بہبود کا گراں مایہ عطیہ ہے۔

آج کے دَور میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے بہبودِ انسانیت کے لیے خدمات کا جو درخشندہ منظر بوسنیا کی امداد کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا ہے کہ بوسنیا پر ہونے والے مظالم پر ہر درد مند دِل تڑپ اٹھا ہے اور حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے متبعین کو بے کس و مظلوم قوم کی خدمت کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ امام پر اس شان سے آپ کے متبعین کی طرف سے لبیک یا سیّدی کی صدائیں بلند ہوئی ہیں کہ قرونِ اولیٰ کا نقشہ جو روائیتوں میں مذکور ہے نظر کے سامنے آجاتا ہے۔ عورتیں اپنا زیور پیش کر رہی ہیں اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے جماعتِ احمدیہ کے افراد اپنے مالوں کے ساتھ ساتھ اپنی جانیں بھی داؤ پر لگا رہے ہیں۔ جنگ کے دہکتے میدانوں میں اپنے بوسنین بھائیوں کے بھوکے پیٹ بھرنے اور سردی سے ٹھٹھرتے تن ڈھانپنے کے لیے سامان سے لدے ٹرک لے کر ان کے پاس پہنچ رہے ہیں۔ کچھ مفاد و مصلحت نظر کے سامنے نہیں۔ اگر ہے تو یہی تڑپ کہ انسانیت کی خدمت کی سعادت پا جائیں۔

دنیائے عالم کی اس مظلوم قوم کی خدمت کا ایک اچھوتا انداز اس قوم کے ان باشندوں کے لیے ظاہر ہوتا ہے جو کسی نہ کسی راہ سے اپنی جانیں بچاکر دنیا کے دیگر ممالک میں آ بسے ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ دنیا بھر میں بسنے والے اپنے غلاموں کو خدمت انسانیت کا پروگرام مرحمت فرماتے ہیں کہ ان دُکھی دلوں پر اپنی محبت سے سکینت کا پھاہا رکھا جائے۔ ان کی تالیفِ قلوب سے ان کی ان تلخیوں کو کم کرنے کی سعی کریں جن کا ذکر بھی ان کے لیے سوہانِ روح ہے۔ چنانچہ یہاں بھی جماعت احمدیہ عالمگیر خدمتِ انسانیت کے اعلیٰ مناظر پیش کرتی ہے۔ ان مظلوموں سے رشتۂ اخوت قائم ہو رہا ہے۔ کبھی تحائف کے ذریعے ان پر محبت نچھاور کی جا رہی ہے کبھی ان کے کوائف عالمی سطح پر مرتب کر کے ان کے بچھڑے پیاروں کو ملانے کی تدبیریں ہو رہی ہیں اور کبھی ان کی خوشی کے لیے تفریحی پروگرام ترتیب دیے جا رہے ہیں۔ روحانی تشنگی جس سے یہ قوم لمبے عرصہ تک دوچار رہی اس کی سیرابی کے سامان بھی ان کی خواہش پر کیے جا رہے ہیں۔ غرضیکہ یہ غریب اور کمزور سی جماعت وہ تمام ممکنہ تدابیر اختیار کر رہی ہے جن سے دکھی انسانیت کے دُکھ بانٹ کر ان کو خوشیاں بخشی جا سکیں۔

اس دکھی اور مظلوم قوم کے حق میں عالمی رائے کو ہموار کرنے اور ان کی براہِ راست دامے ورمے امداد کا سلسلہ رکا نہیں بلکہ اس میں ہر آنیوالے روز اضافہ ہو رہا ہے اور جب تک دنیائے عالم کی اس اکائی کو ضرورت رہے گی انشاء اللہ جماعت احمدیہ اپنی خدمات کا قدم پیچھے نہیں ہٹائے گی بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر دکھی انسانیت کے غم اس وقت تک بانٹتی چلی جائے گی جب تک یہ دکھ سکھ میں نہ بدل جائیں اور امن و سکینت ان کے نصیب میں نہ لکھا جائے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی احسن توفیق عطا فرمائے۔

خلافت رابعہ کے انقلابی دَور اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی اولوالعزم قیادت میں خدمت مخلوق کے نئے افق تعمیر ہوئے۔ بیوت الحمد طاہر آباد اور کرشن نگر وہ عظیم الشان منصوبے ہیں جو بے گھر غرباء کے سر چھپانے کے لیے جماعت نے مکانوں کی تعمیر کی صورت میں مکمل کیے افریقہ کے قحط زدگان کے واسطے جماعت نے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اموال متاثر انسانیت کے لیے وارے۔ بوسنیا والوں کے لیے تو جماعت نے گویا اپنے دل نکال کر رکھ دیے۔ تمام عالم کو امن کے انداز سکھانے کی کاوشیں ہوئیں۔ خدمت خلق کے لیے اپنے عالمی ادارہ کے قیام کے لیے جد وجہد کا آغاز ہوا اور رواں سال ۱۹۹۳ء کو خدمتِ انسانیت کا سال منانے کے لیے مختلف النوع پروگرام وضع ہوئے۔ ان کی تفصیل اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں مگر ۱۳۷ ممالک میں پھیلی جماعتِ احمدیہ میں سے صرف ایک ملک جرمنی کی جماعت کی تین روز کی کاوشیں کثیر مقدار میں عطیۂ خون کے عطایا، دستکاری کی نمائش سے آمدنی کے عطایا، اور جلسہ سالانہ کی بازار کی آمدنی کے عطایا نہایت عاجزانہ اور ناقابل ذکر امور ہیں۔ تاہم ان سے اس جہت میں وسعت کار کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے

آخر میں اس خدمتِ مخلوق کا ذکر کر کے مضمون ختم کرتا ہوں جسے بجا طور پر خدمت کی معراج کہا جا سکتا ہے۔ یہ وہ خدمت ہے جس کا سب سے بڑھ کر حق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمایا جب طائف کے بد قماشوں کے ہاتھوں لہو لہان ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولیٰ کے حضور فریاد کناں نظر آتے ہوئے کہتے ہیں رَبِّ اِهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ تو یہ وہ خدمت ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متابعت میں جماعت احمدیہ کے افراد' ہاں ! آپ اور دنیا بھر میں پھیلی سوا کروڑ سعید روحیں صبح و مسا اپنے مولیٰ کے حضور مخلوقِ خدا کی بہبود اور خیر کے لیے مناجاتوں کے رنگ میں پیش کر رہے ہیں۔ دنیا ظلم اور گمراہی میں جسقدر آگے بڑھ چکی ہے اس کو بچتا دیکھ کر عام ذہن میں تعجّب پیدا ہوتا ہے مگر جب رب اھدی قومی فانھم لا یعلمون کی صدائیں عرش پر جاتی ہیں اور رب العرش اپنی رحمانیت اور فضل کے صدقے ان کو قبول فرماتا ہے تو ثباتِ دنیا کی حقیقت کسی قدر کھلتی ہے

حضرت امامِ وقت نے کیا ہی بجا فرمایا ہے ؎

عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا ، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا
اے غلامِ مسیح الزماں ہاتھ اٹھا موت آبھی گئی ہو تو ٹل جائیگی

آئمہ جماعتِ احمدیہ کی تربیت کے فیضان سے ہر فرد جماعت کا جو مزاج بن چکا ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبانی سماعت فرمائیے۔ آپ فرماتے ہیں :

"احمدی مزاج ایک بین الاقوامی مزاج بن چکا ہے اور انسانیت کی بھلائی چاہنا ، انسانیت کی بہبود چاہنا اس بین الاقوامی مزاج کی سرشت میں شامل ہے۔ اس میں کوئی بناوٹ نہیں، کوئی تصنع کوئی تکلف نہیں۔ جس جماعت کو یہ بین الاقوامی مزاج نصیب ہوگا اس مزاج سے از خود تمام عالم کے لیے دعائیں پھوٹیں گی۔"

(خطبہ جمعہ یکم جنوری ۱۹۹۳ء)

چنانچہ یورپ و ایشیاء میں وبائی امراض پھیلیں تو احمدی دعائیں لگ جائیں۔ پاکستان' بھارت' بنگلہ دیش یا دنیا کے کسی خطہ میں سیلاب کی تباہ کاری آفت لائے تو احمدی کا دل خدا کے حضور پگھلے، صومالیہ میں قحط پڑے تو دکھی دل سے ان کی نجات کے لیے دعا نکلے ، افریقہ میں خشک سالی ہو تو ان کے واسطے بارانِ رحمت کی بھیک مانگی جائے۔ دو قومیں آپس میں الجھ پڑیں تو صلح و امن کے لیے خدا کے حضور فریاد ہو، فلسطینیوں بوسنین یا کسی پر بھی ظلم ہو تو ان کی نجات و رستگاری کے لیے سجدہ گاہیں تر ہو جائیں۔ ظالم کا ہاتھ ظلم سے نہ رکے تو اس کے لیے خدا کے حضور التجائیں ہوں کہ اے اللہ ان ظالموں کو عقل عطا فرما اور ہدایت سے محروموں کے لیے دردِ دل سے دعا نکلے تو یہ کہ خدایا ان کے سینے کھول دے اور انہیں عرفان نصیب فرما۔

خدمت و ہمدردیٔ مخلوق کی یہ معراج ہے کہ خدا کے حضور مخلوق کے دکھ پیش کر کے حلِ مشکلات کی عرض کی جاوے۔ یقیناً جماعت احمدیہ کی خدمتِ خلق اور بہبودِ انسانیت کے لیے عالمی خدمات میں یہ خدمت سب سے بالا ممتاز اور افضل ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس ارفع خدمت کی ادائیگی کی کماحقہٗ توفیق عطا فرماوے۔ آمین یا رب العالمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بچّوں کا صفحہ

اخلاقِ حسنہ

بچوں کے اس صفحہ پر بعض اخلاقِ حسنہ کا ذکر کیا جارہا ہے جن کا پایا جانا ہم میں ضروری ہے۔

◎ **اِطاعت** : اطاعت کے معنی ہیں حکم ماننا، فرمانبرداری کرنا۔ قرآن مجید میں اطاعت کی بڑی تاکید آئی ہے۔ جیسے فرمایا: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اِطاعت کرو۔ اور جو تم پر حاکم ہوں انکی بھی فرمانبرداری کرو۔)

جو فرمانبرداری کرے اسے عربی میں مُطیع کہتے ہیں اور جس کی فرمانبرداری کی جائے اسے مُطاع کہتے ہیں۔ اطاعت کی ضِد بغاوت ہے۔ یعنی نافرمانی۔ قرآن مجید میں اس سے بچنے کی تاکید آئی ہے۔ فرمایا وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں روکتا ہے بے حیائی اور برائی اور بغاوت سے۔

◎ **امانت** : امانت کے معنی ہیں وہ چیز جو کسی کی حفاظت میں اس غرض کے لیے دی جائے کہ جب اس سے طلب کی جائے وہ فوراً اسے اس کے مالک کے سپرد کر دے۔ جس کے سپرد کوئی چیز کی جائے اسے امین کہتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں حکم ہے کہ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔ یعنی امانتیں ان کے حقداروں کو دے دیا کرو۔ پھر فرمایا: فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَہٗ یعنی جس کے سپردِ امانت کی گئی ہو اسے چاہیے کہ وہ اس کے حقدار کو دے دے۔

سچّائی

اِک روز اک صحابی رسولِ کریمؐ کے — سرکار دو جہان رؤف و رحیم کے
حاضر ہوئے حضور کی خدمت میں اور کہا — آقا مرے رسول مرے یہ مجھے بتا
وہ کونسا عمل ہے کروں میں جسے اگر — کوئی گناہ مجھ سے نہ سرزد ہو عمر بھر
سنکر سوال اس کا یہ فرمایا آپؐ نے — گر میرے ساتھ آج سے تو عہد یہ کرے
بولے گا جھوٹ تو نہ کبھی بھول کر بھی اب — بھاگیں گے تجھ سے دُور ہمیشہ گناہ سب
سچائی کو گر اپنا تو شیوہ بنائے گا — اللہ ہر گناہ سے تجھ کو بچائے گا
سنکر کہا یہ اس نے کہ اے سیدالوریٰؐ — اب نام تک نہ لوں گا میں زنہار جھوٹ کا
بولوں گا جھوٹ میں نہ کسی حال میں کبھی — پورا کروں گا عہد یہ برکت سے آپؐ کی
قائم رہے اس عہد پہ بچو! وہ عمر بھر — اور ان کے ہر عمل پہ تھا اس کا عجب اثر
حق نے انہیں ہر ایک گُنہ سے بچا لیا — ایفائے عہد کا انہیں پورا صلہ دیا
بہتر ہے حق سے عہد یہ تم بھی ابھی کرو — لیکن خلوص دِل سے کرو جب کبھی کرو
بچ کر رہو گے جھوٹ سے دنیا میں تم اگر — عزت کرے گا دل سے تمہاری ہر اک بشر
سچ بولو اور سبھوں کے پیارے بنے رہو — سچائی کے چمکتے ستارے بنے رہو
میرے لیے بھی بچو یہ حق سے کرو دُعا — توفیق نیک کاموں کی وہ دے مجھے سدا

صدیق نام ہے مرا سچ بولتا رہوں
موتی ہمیشہ صدق کے میں رولتا رہوں

(محمد صدیق امرتسری مرحوم)

دینی معلومات

سوال سپین میں مسلمانوں نے کتنے عرصہ تک حکومت کی؟

جواب تقریباً سات سو سال تک۔

سوال سن ہجری قمری کا اجراء کس نے کیا؟ اس کے مہینوں کے نام بتائیے۔

جواب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے۔ مہینوں کے نام: محرّم۔ صفر ربیع الاوّل۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاوّل۔ جمادی الثانی۔ رجب۔ شعبان۔ رمضان شوال۔ ذوالقعدہ۔ ذوالحجّہ۔

حدیثِ نبویؐ

عِدَۃُ الْمُؤْمِنِ کَاَخْذِ الْکَفِّ

مومن کا وعدہ ایسا ہی سچّا ہے جیسے کوئی چیز ہاتھ میں دے دی جائے

حدیث یاد کرنے والے بچوں کے نام آئندہ شمارہ میں شائع کیے جائینگے

ماہ اگست۔ ستمبر ۹۳ء میں دی گئی حدیث یاد کرنیوالے بچوں کے نام:

رضاء الحق (ہوخ ہائم) حماد احمد، حسنات احمد (فرینکفرٹ) کلیم احمد خان (فلیڈن) ابراہیم انور (ہمبرگ)، درِ شہوار طاہر، ملیحہ صدف طاہر (GRAFENWÖHR) سمرین ملک (AUERBACH) ملک سجاد محمود، نبیل احمد، نبیلہ (ہنوور) ثاقب احمد، مدثر احمد (NÜMBRECHT) فرخندہ ثروت، نفیسہ شبیر (WN. BITTENFELD)، بلال احمد (برُوکن)

آپ اپنے آپ کو محض بچّہ نہ سمجھیں بلکہ ایسا بچّہ سمجھیں جس نے **اسلام** کی لازوال اور بے مثال تعلیم کا عملی نمونہ پیش کرکے دنیا کو اسلام کی طرف لانا اور ساری دنیا میں اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہے۔ (ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ)

اپنا بازار

جس نے بھی ایک بار اپنا بازار میں خریداری کی یہی کہا کہ
"اپنا بازار واقعی اپنا ہی ہے" اس لئے کہ ہمارے ہاں
اعلیٰ معیار کی انگلش، ایشین گروسری

آڈیو ویڈیو کیسٹس — تازہ سبزیاں — خالص مٹھائیاں

دستیاب ہیں، جی ہاں! آپ کی مزید سہولت کیلئے
ہوم ڈیلیوری سروس کا بھی انتظام موجود ہے۔ آپ ہمیں
صرف فون کیجئے آپ کا آرڈر آپ کے گھر پہنچ جائے گا

مناسب پرائز ❀ بالانشین کوالٹی

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

Apna Bazar

Kaiserstr. 41, 60329 Frankfurt
Tel. (0 69) 25 20 11, Fax (0 61 02) 17 521

احمد منی مارکٹ

ایشین خواتین و حضرات Koblenz شہر کے کسی بھی حصّہ
میں رہائش رکھتے ہوں یا اردگرد کے شہروں میں خریداری
کے لئے احمد منی مارکیٹ ہی کو پسند کرتے ہیں، اس لئے کہ
ہمارے ہاں اعلیٰ کوالٹی کی اشیائے خورد و نوش

چاول — آٹا — دالیں — مصالحہ جات — تازہ سبزیاں

کے علاوہ خواتین کی پسندیدہ حیدر آباد سندھ کی مشہور چوڑیاں
سندھی کڑھائی گلے اور نت نئے ڈیزائنوں میں
کڑھائی سوٹ بھی دستیاب ہیں
ہم آپ کی آمد پر غیر معمولی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں

سستے دام ❀ ایک ہی نام

Ahmed Mini Market

Görrestr. 2, 56068 Koblenz
Telefon (02 61) 30 96 00, 41 475

فرینکفرٹ میں

معیاری سونے کے
اعلیٰ زیورات کا مرکز

جی ہاں! آپ قطعی طور پر پریشان مت ہوں اس لئے کہ

ہمارے ہاں ہر قسم کے سونے کے خوبصورت زیورات
ہر وقت تیار مل سکتے ہیں اور ٹوٹے ہوئے زیورات کی تسلی بخش
مرمت بھی کی جاتی ہے نیز
پرانا زیور دے کر تیار زیور بھی آپ خرید سکتے ہیں

ہمارا نصب العین
ایمانداری اور خوش اخلاقی

INDIAN JEWELLERS CORNER
Weserstrasse 11, 60599 Franfurt
Telefon (0 69) 25 15 81

TOP STOFF
سوٹ
ساڑھیاں
اور خوبصورت کپڑے کی دکان
کپڑا خریدنے
کیلئے تشریف لائیں
KAISER STR. 64
KAISER PSG. 23
6000 F/M

INDIAN CORNER
گروسری
اور
تازہ سبزیاں
دستیاب ہیں
WESER STR. 11
6000 F/M-1

درخواستِ دُعا

میرے بھائی مکرم لطیف محمد شرما صاحب کراچی پاکستان میں بعارضہ قلب بیمار ہیں دسمبر میں ان کا بائی پاس کا اپریشن ہوگا۔ احباب سے اپریشن کی کامیابی اور ان کی جلد اور کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نعیم احمد شرما ——————— فلیڈٹن

خاکسار کی اہلیہ اپریشن کے بعد گھر آچکی ہیں تاہم ابھی کمزوری باقی ہے احباب کرام سے ان کی جلد اور کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اہلیہ محترمہ کی بیماری کے دوران جن بہن بھائیوں نے اپنی دعاؤں میں یاد رکھا نیز بذریعہ فون حوصلہ بڑھایا اور عیادت کی غرض سے تشریف لائے خاکسار اِن سب کا تہہ دِل سے ممنون ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

مرزا محمود احمد ——————— فرانکفرٹ

اعلان نکاح

عزیزم مکرم رفیع احمد خان ابن مکرم محمود احمد خان صاحب آف سیالکوٹ کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ نوشینا کوثر بنت مکرم بلشر سعید بیگ صاحب مبلغ دس ہزار مارک حق مہر مؤرخہ ۱۱ ستمبر ۹۳ء کو محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مشنری انچارج جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں ناصر باغ میں فرمایا احباب جماعت سے اس رشتہ کے دونوں خاندانوں کے لئے ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

حبیب اللہ خان طاہر ——————— BEBRA

میرے بیٹے عزیزم مظہر ریاض کا نکاح ہمراہ عزیزہ انیقہ روحی بنت چوہدری خادم حسین صاحب آف ربوہ مؤرخہ ۲۱ اپریل ۹۳ء کو مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے ربوہ میں پڑھایا۔ احباب کرام سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے

محمد ریاض سیفی ——————— فرانکفرٹ

ولادت

مکرم برادرم مبارک احمد صاحب شاہد آف ہمبرگ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۹۳ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور اقدس نے ازراہِ شفقت ذیشان مبارک نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولود تحریکِ وقف نو میں شامل ہے۔ احبابِ جماعت سے نومولود کی صحت اور تندرستی، درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے

وسیم احمد طاہر ——————— ہائیڈل برگ

میرے بہنوئی مکرم نعیم خالد صاحب آف LÜBECK کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے شادی کے ساڑھے بارہ سال بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے بچہ کا نام الایمان نعیم تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم سعادت احمد خان صاحب مرحوم کا نواسہ اور چوہدری محمد نواز صاحب آف ربوہ کا پوتا ہے۔ احباب جماعت سے نومولود کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر اور نیک وخادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

رانا سعید احمد خان ——————— فرانکفرٹ

دُعائے مغفرت

ہمارے والد مکرم چوہدری رحمت اللہ صاحب مؤرخہ ۸ ستمبر ۱۹۹۳ء کو BÖBLINGEN میں وفات پا گئے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم ڈاکٹر نعیم احمد صاحب طاہر ریجنل امیر سٹٹگارٹ نے پڑھائی۔ تمام احباب سے مرحوم کے بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

سعید احمد۔ عزیز احمد۔ شبیر احمد۔ محمود احمد ——————— جرمنی

میرے تایا جان مکرم منیر محمود صاحب معلّم وقفِ جدید مؤرخہ ۲۶ اگست بقضائے الٰہی ربوہ میں وفات پا گئے اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلیہِ راجعون احباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سلطان احمد ——————— جرمنی

ہمارے والد مکرم میاں مبارک احمد صاحب طور مورخہ ۱۳ جولائی ۹۳ء کو حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ہمبرگ میں وفات پا گئے اِنّا لِلّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے آپ کی نعش تدفین کی غرض سے ربوہ لے جائی گئی۔ جہاں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ احباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ہم ان تمام احباب کا مشکور و ممنون ہے جنہوں نے خود تشریف لا کر یا بذریعہ خط و فون تعزیت کی اور غم کے اس موقعہ پر ہمیں حوصلہ دیا اور ہمارے غم میں شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے

سلیم احمد طور۔ بشارت احمد طور ——————— ہمبرگ

میرے خسر صاحب مکرم چوہدری شفیع محمد صاحب مؤرخہ ۲۸ مئی ۹۳ء کو مختصر علالت کے بعد ہارون آباد ضلع بہاولنگر میں وفات پا گئے اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلیہ راجعون۔ احباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد ریاض سیفی ——— فرینکفرٹ)

اعلان برائے جلسہ سالانہ جرمنی ۹۳ء

الحمد للہ کہ جماعتِ احمدیہ جرمنی کا ۱۸ واں جلسہ سالانہ بخیر وخوبی انعقاد پذیر ہوا۔ جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں جن احباب وخواتین نے امسال ڈیوٹیاں دی تھیں، خاکسار اُن کا دلی مشکور ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب وخواتین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مکرم امیر صاحب کے ارشاد کے مطابق احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جلسہ سالانہ ۹۳ء کے بارے میں اپنے تاثرات سے آگاہ فرمائیں، نیز اگر کسی شعبہ میں انہیں کوئی خامی یا کمی نظر آئی ہو تو اس بارہ میں نہ صرف آگاہ فرمائیں، بلکہ اس میں بہتری کے لئے اپنی آراء اور مشورہ جات بھی تحریر فرمائیں، تاکہ آئندہ آنے والے جلسہ کے انتظامات میں مزید بہتری پیدا کی جا سکے۔ اس ضمن میں کوشش کریں کہ ایک ماہ کے اندر اندر اپنی آراء ہم تک پہنچا دیں۔ جزاکم اللہ

عبد الرحمٰن مبشر ——————— افسر جلسہ سالانہ جرمنی

جرمنی میں ایشین فوڈ ہول سیل کا سب سے بڑا مرکز

ایشین خواتین و حضرات اور ایشین فوڈ شاپ والوں کیلئے

خوشخبری

ہم Mörfelden/Waldorf سے Landwehrstr.52, 64293 Darmstadt منتقل ہو گئے ہیں

ہمارے ہاں سے بہترین قسم کی گروسری

چاول — خشک گوشت — مصالحہ جات — آٹا

دالیں — جوس — اچار — تازہ سبزیاں — دستیاب ہیں، اس کے علاوہ

شیزان انٹرنیشنل و احمد کی مصنوعات بند پیکنگ میں بازار سے بارعایت خریدیں

جی ہاں ہماری ہر ماہ مختلف اشیائے خورد و نوش کی سپیشل سیل سے بھی بھرپور فائدہ اٹھائیں

اکثر لوگ پارکنگ نہ ملنے کے باعث گھبرا جاتے ہیں مگر جناب گھبرایئے مت اس لئے کہ

ہماری ذاتی وسیع پارکنگ بھی موجود ہے

تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

Autobahn No. 5 سے Stadtmitte کی شیلڈ سے اُتر کر (Ampel) 4 سے بائیں طرف مڑیں

اور پھر (Ampel) 4 سے بائیں طرف مڑ جائیں

Global Food Trading GmbH

Landwehrstr. 52, 64293 Darmstadt

Telefon (0 61 51) 89 79 00, Fax (0 61 51) 89 72 42

ایشین بہن بھائیوں کیلئے
خوشخبری

مشہور زمانہ

شیزان مصنوعات فروخت کرنیوالوں کی جانب سے

ایک اور نئی پیشکش

فرینکفرٹ مین سٹیشن کے بالکل سامنے چائنیز ہوٹل ”پانڈہ“ کے ساتھ صاف ستھرے اور کھلے ماحول
میں شیزان مصنوعات کے علاوہ تمام اشیائے خوردونوش بھی نہایت رعائتی قیمت پر تھوک و پرچون
خریدنے کیلئے تشریف لائیں اس کے علاوہ

مٹھائیاں — ویڈیو آڈیو کیسٹیس — تازہ پھل — رسائل و اخبارات — تازہ سبزیاں

بھی دستیاب ہیں

کیا آپ کو معلوم ہے ؟

شیزان اچار اور چاول کی کلیرنس سیل بھی جاری ہے

موقع سے فائدہ اٹھائیں ـــــ پہلے آئیں پہلے پائیں

پارکنگ کی دشواری سے مکمل نجات

دکان کے دونوں طرف پارکنگ کی سہولت کے علاوہ مین سٹیشن پر Mcdonald کے سامنے فری پارکنگ کی سہولت بھی موجود ہے

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

اعجاز احمد

Asian Food Store

Düsseldorfer Str. 12, 60329 Frankfurt am Main
Opposite Hauptbahnhof, near Hotel Panda
Telephone: (0 69) 25 93 79, Res. (0 61 05) 44 192

رابطہ فرمائیں

مندرجہ ذیل احباب کرام خود یا اُن کے جاننے والے اگر یہ اعلان پڑھیں تو دفتر امورِ عامہ ناصر باغ کو ان کے موجودہ پتہ جات سے مطلع فرمائیں۔

- مکرمی عبد الغفار صاحب آف سرگودہا حال جرمنی
- مکرمی مرزا شاہد بیگ صاحب آف لاہور حال جرمنی
- مکرمی جمیل احمد صاحب ولد سردار محمد صاحب آف سندھ حال جرمنی
- مکرمی مظفر احمد ثاقب صاحب (سابقہ پتہ پر رابطہ نہیں ہو رہا) جرمنی

محمد داؤد۔ سیکرٹری امور عامہ ——— جماعت احمدیہ جرمنی

اعلان معافی

مکرمی محمد عنایت صاحب حال مقیم WEISSENTHURN جرمنی کی سزائے اخراج از نظامِ جماعت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے ازراہِ شفقت و احسان معاف فرما دی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت و احسان مکرمی ڈاکٹر (ہومیو) ناصر احمد خان صاحب سکنہ ربوہ حال مقیم ——— HAUPT STR 68 - 7277 WILDBERG ——— کی سزائے اخراج از نظامِ جماعت معاف فرما دی ہے۔

سیکرٹری امور عامہ ——— جماعت احمدیہ جرمنی

اخراج از نظام جماعت

مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ بنت مکرم حمید اللہ خان صاحب مرحوم (زوجہ مکرم عبد الکریم خان صاحب) حال مقیم SEEHEIM جرمنی کو غیر اسلامی حرکات میں ملوث ہونے باعث اخراج از نظامِ جماعت کی سزا دی گئی ہے ممبراتِ لجنہ ان کی بری صحبت سے قطعی پرہیز کریں۔

سیکرٹری امورِ عامہ جماعت احمدیہ ——— جرمنی

پلاٹ برائے فروخت

ربوہ کے محلہ دار العلوم غربی میں نصف کنال زمین کا ایک پلاٹ مبلغ ستر ہزار روپے (پاکستانی) کے عوض قابل فروخت ہے۔ خواہشمند حضرات درج ذیل ایڈریس اور فون پر رابطہ فرمائیں۔

ملک لطیف خالد ——— فون نمبر: 0234-702565

HUSTADT RING 49 — 44801- BOCHUM

صدق و وفا و سوز کو آسمان پر پہنچائیں

ایسے بنو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز و گداز آسمان پر پہنچ جاوے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت کرتا اور اس کو برکت دیتا ہے۔ جس کو دیکھتا ہے کہ اس کا سینہ صدق اور محبت سے بھرا ہوا ہے۔ وہ دلوں پر نظر ڈالتا اور جھانپتا ہے نہ کہ ظاہری قیل و قال پر۔

(ملفوظات جلد سوم صـ ۳۸۱)

عالمی بیعت

تھا میرے رُوبرو، کہ ورائے حجاب تھا
منظر جو سامنے تھا حقیقت کہ خواب تھا

منظر، رہا جو عالم امکان سے پرے
چشمِ فلک نے آج تک دیکھا نہ تھا جسے

عکس و صدا کی لہر بیک وقت یوں اٹھی
اسکی جھلک زمیں کے کناروں نے دیکھ لی

انوارِ عرش کی لگی یوں فرش پر جھڑی
حیرت فزائے عالمِ امکاں تھی وہ گھڑی

لوگ آگئے تھے نذرِ دل و جاں لئے ہوئے
اقوامِ شرق و غرب و شمال و جنوب سے

عالم تمام اس کی زیارت میں تھا مگن
دادا کا سبز کوٹ تھا پوتے کے زیب تن

ہر ملک ہر زبان میں بیعت تھی ہو رہی
دنیا درونِ حلقہ توحید آگئی

(عبد المنان ناہید)

مغل ٹریڈرز گروسری سٹور

فرینکفرٹ شہر کے وسط میں ایک سستے گروسری سٹور کا اضافہ

- ہمارے یہاں پاکستانی و ہندوستانی اشیاء خوردنی بازار سے بارعایت دستیاب ہیں۔
- بس نمبر ۳۶ کے سٹاپ STADTWERKE سے چند قدموں کے فاصلہ پر۔
- پارکنگ کی سہولت

ایک بار ضرور خدمت کا موقع دیں

آپ کی تشریف آوری ہماری حوصلہ افزائی کی ضامن

مرزا محمود احمد

FISCHERFELD STR. 19 (NEAR EX-ARBEITSAMT)

TEL. 069-29 49 53

جلسہ سالانہ جرمنی ۱۹۹۳ء کے موقع پر تقریبِ عالمی بیعت کے چند تصاویری مناظر

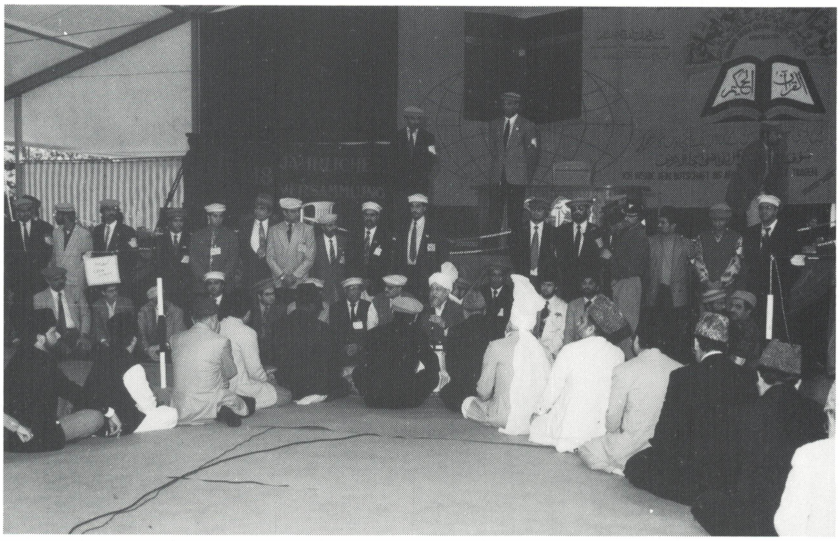

جلسہ سالانہ جرمنی ۱۹۹۳ء کے چند تصاویری مناظر

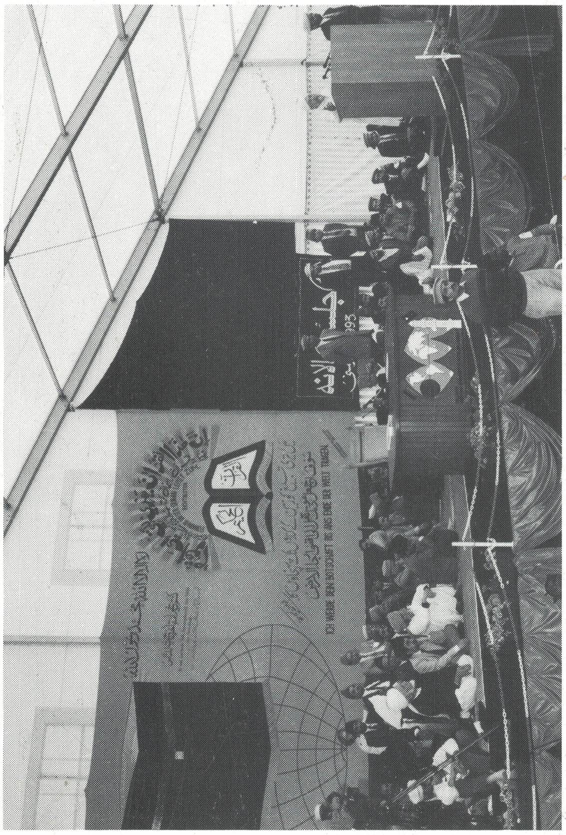

Herausgeber (Publisher): Falah-ud-Din Khan · Hanauer Landstr. 50 · 6000 Frankfurt am Main 1
Tel./Fax: (069) 4990658 · Telegr.-Adr.: »Islam« Frankfurt/M.